مولوی اشرف علی تھانوی کے کفر پر دیوبندی

مولویوں کا اتفاق

یعنی

موت کا پیغام

دیوبندی مولویوں کے نام

مصنفہ

رہبر شریعت پیر طریقت الحاج مولانا العلامہ ابو الفضل

محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب حالات حیات طیبہ محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ

از

محمد اصغر صاحب علوی قادری رضوی

الناشر: سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ لائلپور

قیمت ۲ روپے

طباعت ۱۹۶۸ء

بار اول .... ایک ہزار

قیمت .... ۲ روپے

ناشر ..... سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ لائلپور

پریس .... راست گفتار پریس لائلپور

کاتب .... غلام سرور رضوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

الحمد للہ۔ یہ مختصر سی کتاب واقعی دیوبندیوں کے نام موت کا پیغام ثابت ہوئی ہے۔ الحاج حضرت مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے دیوبندیوں کے مایہ ناز مولوی منظور سنبھلی کو بریلی شریف کے تاریخی مناظرہ میں ذلت آمیز شکست دینے کے بعد مسلمانوں کو راہ حق دکھانے کے لئے بریلی شریف میں اس قابل ستائش کتاب کو تصنیف فرمایا۔ یہ کتاب آپ کے علمی و عملی تجربے ذہنی فراست جذبہ خدمت دین حق کی مظہر ہے۔ محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے اپنی تمام عمر تعلیم و تدریس اور خدمت دین حق میں گذاری اور آپ کو تصنیف و تالیف کے لئے وقت ہی نہیں مل سکا پھر بھی یہ کتاب آپ کی ذہنی فراست اور علمی فراخی کا اظہار کرتی ہے۔ حبیب خدا کے عاشق صادق علم معرفت کے غوطہ زن محدث اعظم پاکستان (رحمۃ اللہ علیہ) نے مولوی حسین احمد صدر دیوبند کی کتاب شہاب ثاقب۔ مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی ناظم شعبہ تبلیغ دیوبند کے رسالہ توضیح البیان۔ مولوی منظور سنبھلی کے مناظرہ بریلی اور مولوی عبدالشکور دیوبندی ایڈیٹر رسالہ النجم کی تحریر سے ثابت فرمایا ہے کہ مولوی اشرفعلی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں یہ ناپاک عبارت "پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر

صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔" لکھ کر حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں صریح توہین اور کھلی گستاخی کی ہے۔

رہبر شریعت پیر طریقت محدث اعظم پاکستان (رحمۃ اللہ علیہ) نے دیوبندیوں کے دروغ وافترا کو واضح فرما کر قَدْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ کے مصداق وہ ذلت آمیز شکست دی ہے کہ دشمنان اسلام آجتک آپ کی اس تحریر کا جواب نہیں پیش کر سکے۔ اس کتاب کے حوالجات اسقدر صحیح و درستی کے ساتھ پیش کئے گئے ہیں کہ اللہ کے ولیٔ کامل نے حوالجات کے غلط ثابت کرنے والے کے لئے پانصد روپے کا نقد انعام مقرر فرمایا تھا لیکن کوئی دیوبندی آج تک ان حوالوں کو غلط ثابت کر کے انعام مذکور حاصل کرنے کی ناکام کوشش بھی نہیں کر سکا۔

نائب اعلیٰحضرت محدث اعظم پاکستان نے مولوی اشرفعلی کی کتاب حفظ الایمان کی ناپاک عبارت میں لفظ "ایسا" کے مطلب اور ہیر پھیر کی دیوبندی علماء کی تحریروں سے حوالے دے کر تشریح فرمائی ہے اور دیوبندیوں کے باہمی تضاد خانہ جنگی۔ دروغ گوئی اور بے راہ روی کو خود ان ہی کی کتب و رسائل سے واضح فرمایا ہے۔ ان دیوبندی علماء نے اپنی تحریروں میں ایک دوسرے کو کم عقل۔ اپنی قسمت پر رونے والا اور کافر قرار دیا ہے۔

اس کتاب کا طرز بیان بالکل سادہ اور طریقۂ تفہیم بالکل واضح دلچسپ اور آسان ہے کہ ایک معمولی سمجھ رکھنے والا بھی اس کتاب کے ایک مرتبہ کے مطالعے سے بہت جلد حق و باطل میں فرق سمجھنے کے قابل ہو جاتا ہے اور دیوبندی ڈھونگ کو سمجھنے اور ان کے جھوٹ وافترا کا اقرار کرنے کے لئے مجبور ہو جاتا ہے۔ کتاب کی

تصنیف میں پہلے دیوبندی علماء کی تحریروں سے اشرف علی کے کفر دیوبندی علماء کی خانہ جنگی اور جھوٹ وافتراء کو واضح فرمایا ہے پھر ان علماء کے نام ان کی تحریروں سے ثابت شدہ کفر وضلالت کے متعلق خطوط تحریر فرمائے ہیں اور آخر میں اشرف علی تھانوی کے کفر کی تشریح ایک مکالمہ کی صورت میں فرمائی ہے۔ میرا خیال ہے اس سے احسن طریقہ کسی مسئلہ کو سمجھانے کے لئے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

مظہر حق عاشق حبیب کبریا محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم ہستی محتاج تعارف نہیں ہے لیکن پھر بھی اس کتاب کے آغاز میں پیر طریقت منبع علم وحکمت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات طیبہ کے حالات مختصر طور پر درج کر دیئے گئے ہیں جن میں آپکی پیدائش تعلیم وتربیت۔ اللہ تعالےٰ سے لگاؤ۔ تعلیم وتدریس۔ دیوبندیوں سے مناظرے۔ لائلپور میں دینی سرگرمیاں۔ حج بیت اللہ۔ وصال مبارک۔ چند ایک کرامات۔ خلفاء اور تصانیف کا ذکر کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں آپ کی سیرت مقدسہ کا مختصر خاکہ بیان کیا گیا ہے تاکہ قارئین حضرات صدق دل سے آپ کی ہستی کے قائل ہو کر اس کتاب کا مطالعہ دل لگا کر فرمائیں اور اس تصنیف کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

امید ہے آپ اس کتاب کے مطالعہ سے مکمل فائدہ اٹھاتے ہوئے دیوبندیوں کے جال سے بچنے کی کوشش فرمائیں گے اور طریقہ اہلسنت وجماعت کے طریق مستقیم کی پابندی کی طرف توجہ فرمائیں گے۔

اللہ تعالےٰ سب کو اللہ اور اس کے رسول پاک مظہر حق وباطل کے بتلائے ہوئے اور آپ کے پیروکاروں کے آزمودہ راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین

الداعی الی الخیر　　احقر العباد　　محمد اصغر علوی

مختصر حالات حضرت فیضدرجت قبلہ شیخ الحدیث

محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت

حضرت فیضدرجت نائب اعلحضرت پیر طریقت امیر شریعت آقائے نعمت مولانا الحاج محمد سردار احمد صاحب ۱۹۰۶ء میں پیر کے روز اس دنیائے فانی میں جلوہ آرا ہوئے۔ آپ کی ولادت باسعادت قصبہ دیال گڑھ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں چوہدری میراں بخش صاحب کے ہاں ہوئی جو اپنے علاقے کے ممتاز اور دیندار زمیندار تھے۔

چوہدری صاحب مرحوم کے سات صاحبزادے تھے جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

۱ : جناب دین محمد صاحب۔
۲ : جناب فتح محمد صاحب۔
۳ : جناب حیات محمد صاحب۔
۴ : جناب مولانا سردار محمد صاحب۔
۵ : جناب محمد اسمٰعیل صاحب۔
۶ : جناب علی محمد صاحب۔
۷ : جناب شیر محمد صاحب۔

والدین نے آپکا اسم گرامی سردار محمد تجویز فرمایا لیکن بریلی شریف میں دوران حصول علم تمام بزرگ، و احباب آپ کو سردار احمد کے نام سے یاد

کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ اپنا اسم گرامی محمد سردار احمد تحریر فرمایا کرتے تھے تاکہ والدین اور احباب دونوں کا مجوزہ اسم گرامی قائم رہے۔

بشارت عظمت

قبلہ محدث اعظم کی والدہ محترمہ آپ کی کم سنی میں قدم بوسی فرماتی تھیں اور فرماتیں "میرا یہ بچہ آئندہ عظیم شخصیت کا مالک ہوگا"

آپ کے نانا مرحوم کے بھائی کے صاحب زادے جناب چوہدری ناظر حسین صاحب نے آپ کے بڑے بھائی صاحب سے ایک مرتبہ فرمایا "حیات محمد تم کو مبارک ہو تمہارے عزیز بھائی سردار محمد کی پیشانی میں نیک بختی کا چمکتا ہوا ستارہ دیکھ رہا ہوں"

سراج المشائخ حضرت مولانا شاہ سراج الحق صاحب نے ایک دفعہ اجتماع میں فرمایا "یہ صاحبزادہ سردار محمد خدا نے چاہا تو ان کی شان عظیم و رفیع ہو گی ان کا خوانِ جود و سخا بڑا وسیع ہو گا اور ان کے خوانِ کرم سے ہزارہا بندگانِ خدا سیراب ہوں گے۔

ابتدائی تعلیم

حضرت قبلہ شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز نے پرائمری کی تعلیم اپنے آبائی ٹاؤن دیال گڑھ میں حاصل کی پھر اٹھارہ برس کی عمر مبارک میں اسلامیہ ہائی سکول بٹالہ سے میٹرک پاس کیا اور لاہور میں آکر ایف اے کی تیاری شروع کر دی۔

قبلہ حضرت صاحب بچپن ہی سے صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ دوران تعلیم کبھی نماز سے غفلت نہ فرمائی اور اپنے احباب اور ہم درسوں کو بھی پابندی صوم و صلوٰۃ کی تلقین فرماتے رہتے تھے دل ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی یاد کی طرف راغب رہتا تھا اسی لئے حضرت حجۃ الاسلام کی نگاہ

معرفت نے آپ کو جلدی سے پہچان لیا اور آپ نے تشنگانِ علم کی سیرابی فرمائی۔

حضرت حجۃ الاسلام کی زیارت مبارکہ
الیف۔ اے۔ کی تیاری کے دوران لاہور میں

دارالعلوم حزب الاحناف کی طرف سے دہلی دروازہ کے باہر ایک عظیم الشان جلسہ زیر اہتمام خلیفہ اعلیحضرت فخر المحدثین حضرت مولانا سید محمد دیدار علی شاہ صاحب منعقد ہوا۔ آپ اس عظیم الشان جلسہ کو جس میں ہند و پاکستان کے کثیر التعداد علماء و مشائخ شریک تھے سننے کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی جلسہ عام سے مخاطب تھے۔ اسی دوران بریلی شریف سے تار آیا جس میں حضرت حجۃ الاسلام کی تشریف آوری کا مژدہ جانفزا حضرت صدر الافاضل نے ان الفاظ میں سنایا۔

"شہزادہ اعلیحضرت عظیم البرکت حضرت حجۃ الاسلام شیخ الانام مرجع الخواص والعوام حضرت فیض درجت مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب قادری نوری رضوی سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ بریلی شریف فلاں گاڑی سے جلوہ آرائی فرما رہے ہیں۔"

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز نے مولانا نعیم الدین صاحب جیسے صدر الافاضل سے حجۃ الاسلام کا زبردست تعارف سن کر زیارت حجۃ الاسلام کا شرف حاصل کرنے کا ارادہ فرما لیا۔

الغرض حضرت حجۃ الاسلام تشریف لائے۔ اختتام جلسہ پہ سلام و

قیام کے بعد حضرات سامعین نے قطاریں بنائیں اور شرف مصافحہ حاصل کیا تو حضرت محدث اعظم پاکستان نے بھی دست بوسی اور مصافحہ کا شرف حاصل کیا اور حضرت حجۃ الاسلام کے پیچھے پیچھے ہو لئے دل کی دنیا بدل چکی تھی۔ حصول علم دین کا شوق امڈ آیا۔ گذشتہ زندگی پر افسوس فرمایا۔ حضرت مخدوم شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر حضرت حجۃ الاسلام کی بارگاہِ بے کس پناہ میں بریلی شریف جاکر دینی تعلیم حاصل فرمانے کے لئے التجا فرمائی۔ حضرت حجۃ الاسلام کی نظر ولایت نے آپ کو پہچان لیا نہایت محبت و شفقت سے پیش آئے اور اپنے ساتھ بریلی شریف لے گئے اور اپنے زیر سایہ تربیت فرمائی۔

حصولِ تعلیم در بریلی شریف

حضرت محدث اعظم پاکستان نے ابتدائی کتب اعلیٰ حضرت قبلہ مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان صاحب مدظلہ العالی سے پڑھیں اور مُنیۃ المصلی اور قدوری تک کتابیں حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان صاحب نے خود پڑھائیں، پھر محدث اعظم پاکستان جامعہ معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف میں صدر الشریعت مولانا حکیم محمد امجد علی صاحب قادری رضوی مُصنّف بہار شریعت کی خدمت میں حاضر ہو کر تحصیل علم میں مشغول رہے وہاں تعلیم کا معقول انتظام تھا۔ قبلہ شیخ الحدیث چھٹی کے بعد حضرت صدر الشریعت کے مکان پر حاضر ہو جاتے اور علمی پیاس بجھاتے نماز عصر کے بعد دولت باغ بارہ دری اور ساگر کے سامنے حضرت صدر الشریعت سیر و تفریح کیلئے تشریف لے جاتے تو قبلہ محدث پاکستان ہاتھ میں کوئی علمی کتاب لے ساتھ

ہوتے اور سیر کے ساتھ درس و تدریس بھی ہو جاتی۔

قبلہ شیخ الحدیث نہایت ذہین تھے اور کتب بینی میں مشغول رہتے تھے ایک دفعہ گرنے کی وجہ سے آپ کے سر مبارک میں سخت چوٹ آئی ڈاکٹروں نے مطالعہ کتب سے منع کیا لیکن آپ اپنی لگن میں مگن رہے اور بدستور مطالعہ فرماتے رہے۔ محفل تقریر و مناظرہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ خوب نوک جھونک فرماتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے اپنے مدمقابل کے اعتراضات کا زبردست عقلی و نقلی دلائل سے جواب دیا تو حضرت صدر الافاضل نہایت مسرور ہوئے اور آپ کو سینے سے لگا کر پیشانی مبارک کو بوسا دیا اور دعاؤں سے نوازا۔

پندرہ سال کی تدریس کے بعد علماء و اکابرین نے آپ کا امتحان لیا تو آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ امتحان میں سرفہرست تھے اور زبردست کامیابی حاصل کی۔ ممتحنین میں بحر العلوم مولانا فضل حق صاحب رامپوری حضرت صدر الشریعت حضرت صدر الافاضل مرادآبادی حضرت مولانا معین الدین اجمیری اور حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب اشرف بھی شریک تھے۔

بریلی شریف میں آغاز تدریس

حضرت صدر الشریعت نے آپ کو بریلی شریف جیسے مرکزی دار العلوم کے لئے منتخب فرمایا اور آپ شہزادہ اعلحضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان صاحب علیہ الرحمۃ کے زیر سایہ دار العلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام میں پانچ برس تک دار العلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام

زیر اہتمام مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفٰے رضا خاں صاحب مدظلہ العالی
یں گیارہ برس تک زبردست دینی و تعلیمی خدمات سرانجام فرماتے رہے
دارالعلوم منظر اسلام میں آپ امور عامہ۔ قاضی۔ صدرا۔ شرح عقاید۔
خیالی۔ حمداللہ۔ میبذی۔ ملا حسن۔ ملا جلال۔ حسامی۔ ہدایہ اخیرین اور مشکوٰۃ
شریف پڑھاتے تھے۔ دارالعلوم مظہر اسلام میں آپ صدرالمدرسین
اور شیخ الحدیث کے بلند پایہ منصب پر فائز تھے۔

اس دوران میں دنیائے اسلام کے گوشہ گوشہ سے طلباء نے آپکے
بحر علوم سے سیرابی کی۔ ایک دفعہ آپ حمداللہ پڑھا رہے تھے کہ مولانا
حامد رضا خاں صاحب تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ جو فتوی تحریر فرمائیں
اس پر آپ کی مہر ثبت ہو جس میں یہ کندہ کیا جائے۔

بندہ حبیب در دار احمد — کہ جملہ رسل وا مدت شہ دار احمد

یا یوں لکھا جائے

بسر دار بسر شہر دار احمد — تمام رسل راست سند — بسر دار احمد

خاندان رضویت سے عقیدت و محبت

آپ کو اعلیحضرت کے ہر فرد سے
گہری عقیدت و محبت تھی اکثر لوگ آپ کو خاندان رضویت کا فرد
سمجھتے تھے۔ خاندان رضویت کے افراد کے دلوں میں بھی آپ کے لئے
محبت تھی۔

ہندوستان فسادات میں ایک مرتبہ مشہور ہو گیا کہ آپ شہید ہو گئے
ہیں اس خبر سے خاندان رضویت کا ہر فرد پریشان و مغموم ہو گیا۔ دینے
سنیت پر اداسی چھا گئی اور جگہ جگہ ایصال ثواب کی محفلیں ہوئیں۔ یہ خبر

مرادآباد میں صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کو پہنچی تو آپ کو بے حد صدمہ ہوا اور فرمایا میرا دل نہیں مانتا کہ مولانا سردار احمد صاحب شہید ہوگئے ہوں۔ جب اس خبر کی تردید پہنچی تو بہت خوش ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد بٹالہ تشریف لے جاتے ہوئے بریلی کے اسٹیشن پر پہنچے تو اگلی گاڑی میں ایک گھنٹہ باقی تھا فوراً تانگہ لیا اور مسجد بی بی پہنچے۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ اسوقت مطالعہ فرما رہے تھے حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ نے بے اختیار آگے بڑھ کر آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا "الحمدللہ اب دل کو سکون ملا ہے" اور واپس تشریف لے گئے۔

حضرت صدر الشریعت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ خبر گھوسی شریف میں سنی تو بہت غمگین ہوئے اور آپ کے آنسو نہ تھمتے تھے۔ اس خبر کی تردید پہنچی تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا

"میں عزیزم مولانا سردار احمد کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ آپ کو خط لکھ کر بلایا اور خود اسٹیشن پر استقبال کے لئے تشریف لے گئے بے حد خوشی کا اظہار فرمایا اور رات کو شان و شوکت کے ساتھ محفل میلاد منعقد ہوئی۔"

شہزادہ اعلیٰحضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب کا وصال مبارک ۱۷ ر جمادی الاوّل ۱۳۶۲ھ کو ہوا۔ وصال سے پہلے شہزادہ اعلیٰحضرت نے وصیت فرمائی کہ میری نماز جنازہ عزیزم مولانا سردار احمد پڑھائیں اور رضوی خاندان کا کوئی فرد اعتراض نہ کرے۔ چنانچہ ملک بھر کے علماء و مشائخ کی موجودگی میں نماز جنازہ آپ نے پڑھائی۔

نائب اعلیٰحضرت میدانِ مناظرہ میں

قبلہ شیخ الحدیث حضرت علامہ ابوالفضل محمد

سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو فارغ التحصیل ہوئے ابھی ایک ہی سال ہوا تھا اور مدرسہ منظر اسلام میں مدرس تھے۔ کہ علمائے دیوبند کے امام المناظرین مولوی منظور سنبھلی سے ۱۳۵۴ھ میں ایک فیصلہ کن تاریخی مناظرہ ہوا۔ منظور سنبھلی کی بدزبانی کا یہ عالم تھا کہ جگہ جگہ حضرت حجۃ الاسلام اور مولانا حامد رضا خان صاحب۔ حضرت صدر الافاضل مرادآبادی حضرت صدر الشریعت اور حضرت مفتی اعظم جیسے اکابر اہلسنت کو چیلنج دے رہا تھا اور وہ اس بدزبان کے منہ میں نہ آنا چاہتے تھے۔

ہوا یوں کہ کسی نے حفظ الایمان کی کفریہ عبارت کے بارے میں قبلہ محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے شرعی حکم دریافت کیا تو آپ نے دلائل کی روشنی میں اسکا کفر واضح فرما دیا۔ مولوی منظور کو اس شرعی حکم سے خاص صدمہ ہوا تو بریلی میں مناظرہ کا چیلنج دے دیا۔

حضرت قبلہ محدث اعظم علیہ الرحمۃ نے اس مناظرہ کو قبول فرمایا اور اکبری جامع مسجد بریلی شریف میں ۲۰ تا ۲۳ محرم الحرام متواتر چار روز تک مناظرہ ہوا۔ منظور تین روز تک تو تھانوی کی گستاخی بارگاہ رسالت میں بے غبار ثابت کرنے کی کوششیں کرتا رہا آخر جب ناکام رہا تو فاتحہ اور ایصال ثواب کو موضوع بنا کر کہنے لگا کہ منظور تو کم بخت ہے اسے فاتحہ کے کھانے کہاں نصیب وہ تو بھوکا مرتا ہے اور اس کے آقا رسول اللہ بھی بھوکے مرا کرتے تھے (معاذ اللہ)، ان کفریہ اور گستاخانہ کلمات سے مجمع میں اشتعال پیدا ہو گیا اور صدر مجلس مولانا حبیب الرحمٰن

صاحب نے اسے زبان بندی کے لئے کہا اور توبہ کا مطالبہ کیا خود اس کے دوستوں نے بھی اسے برا جانا اور توبہ کا مطالبہ کیا تو باوجود اصرار کے اس نے توبہ نہ کی بلکہ اپنا جبہ و قبا چھوڑ کر میدان مناظرہ سے فرار ہو گیا۔ فضا نعرہ تکبیر، نعرہ رسالت اور مناظر اہلسنت کے نعروں سے گونج اٹھی۔ بریلی کے سینکڑوں افراد بد مذہبیت سے توبہ کر گئے۔ حضرت صدر الشریعت کو بے حد خوشی ہوئی آپ کی دستار بندی فرمائی اور تاج الفتح پیش کیا۔ حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو اس وقت بدایوں میں رونق افروز تھے انہوں نے فتح اہلسنت کا مژدہ جانفزا سن کر بے حد خوشی کا اظہار فرمایا اور مکتوب مبارک بادی بنام حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان ارسال فرمایا جس میں حسب ذیل مرقوم تھا۔

۷۸۶

مولانا المکرم عزیز محترم مولوی سردار احمد صاحب سلمہ و دیگر خدام الرضا۔

بعد سلام مسنون وادعیہ خلوص و مشحون فقیر اس فتح نمایاں کی مبارک باد دیتا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ہمیشہ اعداء دین پر آپ کو مظفر و منصور رکھے آپ کا بول بالا اور اہل باطل کا منہ کالا کرے۔ بریلی میں اس فتح مبین کا سہرا آپ کے سر رہا۔

والسلام — فقیر محمد حامد رضا غفرلہٗ ۲۷ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ

مولانا مفتی اعجاز ولی خان صاحب الرضوی فرماتے ہیں کہ حضرت حجۃ الاسلام نے یہ عظیم خوشخبری سن کر فوراً فرمایا قد ہلک منظور۔ تحقیق جا منظور۔ دقّ دین نامنظور۔ منظور کا بھانڈا پھوٹ گیا۔ مد لگانے

پر معلوم ہوا کہ یہی منظوری کی فرار کی تاریخ ہے یعنی ۱۳۵۴ھ

حضور مفتی اعظم قبلہ مدظلہ العالی بغرض علاج علی گڑھ میں رونق افروز تھے اہلسنت کی فتح مبین کی خبر سن کر بعد دیگرے مبارکباد کے دو تار ارسال فرمائے اور واپسی پر جلسۂ مبارکبادی منعقد کرایا اور قبلہ شیخ الحدیث کو دستار فضیلت پہنائی اور شربت اور دعا پر جلسہ ختم ہوا مولانا مفتی محمد میاں صاحب مارہروی۔ حضرت مولانا شاہ حکیم آل مصطفےٰ صاحب مارہروی۔ صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی حضرت مولانا ابوالمحامد سید محمد صاحب کچھوچھوی۔ حضرت علامہ محمد حشمت علی خاں صاحب رضوی۔ مفتی محمد عمر صاحب نعیمی۔ علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب لاہوری۔ مفتی رفاقت حسین صاحب۔ علامہ غلام جیلانی صاحب میرٹھی۔ حافظ عبدالعزیز صاحب مبارکپوری۔ حافظ محبوب علی صاحب رضوی۔ مولانا مولوی غلام رسول صاحب رضوی بہاولپوری وغیرہ نے مکتوبات مبارکبادی ارسال فرمائے۔ اور سارے ہندوستان میں فرحت و مسرت کی لہر دوڑ گئی۔

احمد آباد شریف میں مناظرہ

احمد آباد میں بد عقیدہ لوگوں نے اودھم مچا رکھا تھا اور سادہ لوح سنیوں کو خواہ مخواہ مرعوب کیا جا رہا تھا حضرت محدث اعظم پاکستان ۱۳۶۶ھ میں وہاں رونق افروز ہوئے مخالفین کا مایہ ناز مولوی سلطان حسن سنبھلی مناظرہ کے لئے نکلا۔ اپنے رٹے ہوئے چوٹی کے اعتراضات کئے لیکن حضرت صاحب نے اسکی جہالت کا پردہ قرآن و احادیث کی روشنی میں چاک کیا اور اعتراضات کے دندان شکن جوابات دئے۔ مناظر مخالف

آپ کی علمی تحقیق کے سامنے عاجز رہا اور لوگوں پر دیوبندیت کی اصلیت واضح ہوگئی۔

بھکی ضلع گجرات میں مناظرہ

قیام پاکستان سے قبل دارالعلوم محمدیہ رضویہ بھکی کے سالانہ اجلاس میں حضرت محدث پاکستان کی تقریر تھی۔ وہاں کے ایک مولوی سلطان محمود کو اپنی استعداد اور فنِ درس و تدریس پر بہت ناز تھا اور کہتا تھا کہ میں چھبیس سال دہلی میں حدیث پڑھا چکا ہوں۔ وہ کتابیں لے کر جلسگاہ میں پہنچ گیا اور مناظرہ کا چیلنج دیا۔ حضرت قبلہ شیخ الحدیث نے چیلنج منظور فرمالیا۔ ندائے یارسول اللہ حاضر و ناظر اور اختیارات رسالت مآب پر مناظرہ شروع ہوا لیکن آپ کی محققانہ و فاضلانہ اور مدلل گفتگو اور اعتراضات کے مدلل جوابات سے عاجز آکر فرار ہوگیا۔ جب مخالف نے کہا کہ حضور کو قدرہ بھی اختیار نہیں اور اپنی جان بچانے کے لئے بھی نفع و نقصان کے مالک نہیں تو اس موقع پر موجود سکھوں نے اس وہابیہ کے مدرس د محدث سے کہا کہ اگر واقعی تمہارا نبی ایسا ہی ہے تو پھر ہمارے ساتھ مل جاؤ کیونکہ ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے۔ لوگوں پر اہلسنت کی حقانیت کا اظہار ہوگیا اور مفتی عبدالباری صاحب فرنگی محل نے اپنا توبہ نامہ شائع کیا اور مصالحت کی۔ حضرت حجۃ الاسلام اور حضور مفتی اعظم بہت خوش ہوئے اور مفتی صاحب کو فتاوٰی رضویہ کی پہلی جلد پیش کی۔

زیارت حرمین طیبین

ایک مرتبہ حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے جوش مسرت میں فرمایا تھا سردار احمد سر بدار احمد یعنی حضرت محدث اعظم پاکستان احمد مصطفٰے کے در

اقدس پر تو قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ اب انشاء اللہ مدینہ منورہ میں حاضری ضرور ہوگی۔ چنانچہ ۱۹۶۵ء میں آپ شہزادہ اعلحضرت مفتی اعظم ہند حضرت مولانا علامہ شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے ساتھ زیارت مدینہ منورہ اور فریضہ حج کی ادائیگی سے مشرف ہوئے اور اپنے محبوب آقائے نامدار کے روضۂ اقدس کی زیارت فرما کر دل کی لگن کو تسکین پہنچائی اور مدت کی آرزو پوری ہوئی۔

پاکستان میں تشریف آوری

رمضان المبارک ۱۳۷۰ھ کے وقت دارالعلوم مظہر اسلام میں تعطیلات تھیں اور حضرت قبلہ شیخ الحدیث اپنے آبائی قصبے دیال گڑھ میں رونق افروز تھے اور مولانا عبدالقادر صاحب آپ کے شاگرد بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ بٹالہ کے مہاجر کیمپ میں تشریف لے آئے اس وقت کے تمام راستے بند تھے اور آپ سوچ رہے تھے کہ کس طرح لاہور پہنچا جائے کہ آپ کے ایک عقیدت مند کا بیٹا جو ملٹری میں تھا اپنے والدین کو لینے آیا لیکن انہوں نے نصیحت کی کہ پہلے حضرت محدث اعظم پاکستان کو لاہور پہنچائے چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کا سامان ٹرک پر لاد کر آپ کو لاہور پہنچایا۔ لاہور سے حضرت قبلہ شیخ الحدیث وزیر آباد تشریف لائے۔ وزیر آباد سے سار وکی میں آئے اور وہاں کے لوگوں اور عقیدت مندوں کے کہنے پر جمعہ پڑھانا شروع کیا۔ لوگ دور دور سے آپ کا وعظ سننے آتے اور حلقہ ارادت میں شامل ہو جاتے۔

لائلپور میں تشریف آوری

آپ سار وکی میں تشریف فرما تھے کہ ملک کے طول و عرض سے علماء و مشائخ

و سجادہ نشین حضرات نے اپنے ہاں ٹھہرانے کا شدید تقاضا کیا۔ لیکن آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ میں استاذی المکرم علامہ حکیم امجد علی صاحب اور مفتی اعظم ہند کے حکم کا منتظر ہوں۔ اسی سال قبلہ مفتی اعظم مدظلہ العالی زیارت حرمین شریفین کے لئے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لے جارہے تھے کہ حجاز مقدس میں حضرت قبلہ شیخ المحدیث رحمۃ اللہ علیہ کا خط موصول ہوا جس پر ساروکی اور لائلپور کا پتہ درج تھا۔ حضرت مفتی اعظم نے حجاز مقدس سے جواب ارسال فرمایا تو ساروکی کے پتہ پر گول دائرہ لگا دیا اور لائلپور کا پتہ کھلا رہنے دیا۔ قبلہ محدث اعظم پاکستان کو جب یہ لفافہ ملا تو آپ پر ایک روحانی کیفیت طاری ہوگئی۔ اور آپ نے فرمایا آج حجاز مقدس سے یہ غیبی اشارہ ہوا ہے کہ ساروکی کا دانہ پانی بند اور لائلپور میں قیام و سرانجام خدمات مقدر میں ہیں۔ لہذا آپ لائلپور میں جلوہ آراء ہوئے۔

حضرت صاحب کا قیام اور دورہ حدیث شریف کا اجراء

لائلپور میں آنے کے بعد نائب اعلحضرت محلہ سنت پورہ میں ٹھہرے اور وہیں دورہ حدیث شریف کا اجراء فرمایا۔ حضرت مولانا عبدالقادر صاحب۔ مولانا معین الدین صاحب اور دیگر تیرہ طلباء نے اس دورہ شریف میں شرکت کی اور اسناد حاصل کیں۔

تبلیغ دین اور مشکلات

آپ کی لائلپور میں تشریف آوری سے پہلے لائلپور کی مذہبی حالت کچھ ایسی تھی کہ اسوقت کے رہنے والے لوگ ہی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ بدعقیدگی کی ظلمت ہر طرف چھائی ہوئی تھی۔ اہرمنی طاقتیں شان مصطفیٰ کو کم کرنے کی

کوششوں میں مصروف تھیں۔ فضائیں ستر برس سے نعرہ یا رسول اللہ کو ترس رہی تھیں۔ کسی سنی عالم دین کا لائلپور میں آکر تقریر کرنا گویا جان جوکھوں میں ڈالنا تھا۔ کیونکہ بدعقیدہ لوگ منظم طریقے سے مقرر پر پتھراؤ کرتے تھے ایسے ناسازگار حالات میں تبلیغ فرمانا اور شان مصطفائی کے جھنڈے گاڑنا آپ ہی کا کام تھا۔ محلہ گورو نانک پورہ میں محفل میلاد میں زبردست قاتلانہ حملہ ہوا اور اینٹوں کی بارش ہوئی۔ ایک اینٹ مائیکروفون پر لگی لیکن اس مالک و محافظ نے آپ کا بال بیکانہ ہونے دیا۔ مخالفین کی سازش ناکام ہوئی اور فضا نعرۂ تکبیر۔ نعرۂ رسالت اور نعرہ محدث اعظم پاکستان کے فلک شگاف نعروں سے گونجتی رہی۔ اور آپ عقائد باطلہ کی پردہ کشائی فرماتے رہے اور لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوتے رہے۔

گول باغ جھنگ بازار میں ایک چھوٹی سی زیر تعمیر مسجد میں آپ نے سلسلہ درس و تدریس شروع فرمایا اور مکمل ہونے پر اسکا نام شاہی مسجد رکھا تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کے فضل و کمال کا چرچا گھر گھر ہونے لگا اور لوگ آپ کا وعظ سننے کے لئے دور دور سے آنے لگے۔ آپ کے علم و فضل۔ حقانیت و صداقت۔ تحمل و بردباری۔ تواضع و انکساری۔ دینی بیداری اور مہمان نوازی نے لوگوں کو آپ کا گرویدہ بنا دیا چنانچہ جلسہ ہائے میلاد اور گیارہویں شریف منعقد ہونے لگے۔

جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی بنیاد

لائلپور میونسپل کمیٹی سے اجازت لے کر موجودہ سنی رضوی جامع مسجد شیخ الحدیث روڈ کی جگہ پر کھلے میدان میں جمعہ پڑھانا شروع فرمایا پھر یہاں عارضی طور پر چھپر ڈال دیا گیا اور میونسپلٹی سے مستقل اجازت

اجازت لینے کے بعد ۱۲ ربیع الاول ۱۳۶۹ھ کو آپ نے سنی رضوی جامع مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جو ابھی تک زیر تعمیر ہے اور مکمل ہونے پر اپنی مثال آپ ہوگی۔

ابھی اثنا میں سرکاری اجازت سے جامعہ رضویہ مظہر اسلام کا سنگ بنیاد رکھا۔ مخالفوں نے بہت شور مچایا اور انگریز ڈپٹی کمشنر کو موقع دیکھنے اور رکاوٹ ڈالنے کے لئے اکسایا۔ لیکن اس نے آپ کے طرز تدریس کو دیکھ کر کہا

"مجھے اس بزرگ کا یہ کام بہت پسند آیا ہے۔ وہ جو چاہے کرتے رہیں میں کوئی قانونی مداخلت نہیں کروں گا"۔

آخر جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی خوبصورت عمارت تیار ہوگئی جہاں سے ہزاروں علمائے کرام نے حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ سے فیض حاصل کیا۔ ان علماء میں مایہ ناز مبلغ۔ مدرس۔ مفتی۔ مناظر۔ اہل قلم اور محقق شامل ہیں۔ جو مذہب مہذب اہلسنت وجماعت کی نشر واشاعت کے لئے تیار فرمائے اور علمائے اہلسنت کی تصانیف سے متعارف کرانے کے لئے دار العلوم ہی میں ایک بہت بڑا کتب خانہ قائم فرمایا۔

مخالفین کی دروغ گوئی اور شکست فاحش

مخالفین اہلسنت نے اپنی بدعمالیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے ۱۹۵۲ء میں حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ والرضوان پر یہ ناپاک الزام تراشا اور لمبا چوڑا پوسٹر شائع کیا کہ آپ نے مرزائی وزیر خارجہ ظفر اللہ خاں سے ملاقات کی ہے اور آپ درپردہ مرزائیت نواز ہیں۔ (لعنۃ اللہ علی الکاذبین) اس دروغگوئی پر اور پختگی کے لئے

ایک جلسہ منعقد کیا اور بے شرمی اور ڈھٹائی کا اظہار کیا لیکن حضرت صاحب کی صداقت رنگ لائی اور ۲۸ مئی ۱۹۵۲ء کو لائلپور کے ڈپٹی کمشنر نے معززین شہر اور اکابرین لیگ کے اجتماع میں کہا۔

"جہاں تک میری سرکاری اور غیر سرکاری اطلاعات کا تعلق ہے واشگاف الفاظ میں کہہ دینا چاہتا ہوں کہ مولانا سردار احمد صاحب نے وزیر خارجہ پاکستان کے ساتھ قیام لائلپور کے دوران کوئی ملاقات نہیں کی"۔

اس ذلت آمیز شکست کے بعد ان لوگوں نے اپنے لگائے ہوئے اشتہار خود ہی پھاڑ ڈالے۔

حرمین طیبین میں سازش

۱۹۵۶ء میں حضرت قبلہ شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ دوبارہ حج و زیارت حرمین شریفین کے لئے تشریف لے گئے قبلہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ حسب عادت حسبہ نجدی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تھے اور ہمیشہ اپنی علیحدہ نماز باجماعت ادا فرماتے تھے۔ پاکستانی دیوبندیوں نے موقع غنیمت جانا اور عرب کی نجدی حکومت کو قبلہ حضرت صاحب کے خلاف رپورٹیں پہنچانا شروع کر دیں اور جب آپ کو وہاں بلایا گیا تو آپ پاک و ہند اور دوسرے اسلامی ممالک کے کثیر التعداد علماء و احباب کے جلوس میں سج دھج کے ساتھ وہاں رونق افروز ہوئے تو وہ نجدی آپ کی تعظیم کے لئے اٹھے اور آپ نے ان کی ہر بات کا نہایت جرأت کے ساتھ مدلل و مسکت جواب دیا۔

نہ کوئی مقدمہ چلا نہ گرفتاری اور دشمنوں کو مکہ میں بھی جھوٹا اور رسوا ہونا پڑا

حضرت صاحب نے اطمینان سے فریضہ حج ادا فرمایا اور گیارہ روز حج سے پیشتر و پینتالیس روز حج کے بعد شب اسریٰ کے دولہا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار عالیہ سے دل کی پیاس بجھاتے رہے۔

قیام پاکستان کے بعد چودہ سال تک مخالفین نے مرد حق حضرت محدث اعظم پاکستان کی مخالفت میں ناکام کوششیں کیں لیکن آپ نے اپنی مستقل مزاجی، حقانیت اور علمیت سے مذہب اہلسنت کا خوب پرچار فرمایا اور جگہ جگہ مساجد و مدارس تعمیر فرمائے۔

علالت اور مجاہدت

مسلسل درس و تدریس اور وعظ و تقریر کی محنت سے حضرت قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت ناساز ہوئی اور کمزوری بڑھنے لگی لیکن تدریس و تقریر کے تسلسل میں فرق نہ آیا اور آرام کے لئے وقت نہ ملا اور صحت بے حد بگڑ گئی ۲۵ صفر المظفر ۱۳۸۰ھ کو عرس قادری رضوی کے موقع پر آپ کو سہارا دے کر جلسہ گاہ میں لے جایا گیا۔ حاضرین و احباب و مریدین آپ کی ناسازی طبع سے سخت مغموم ہوئے۔ اختتام جلسہ پر دوبارہ سہارا دے کر دولت کدہ پر لایا گیا لیکن آپ سہارا لینا پسند نہیں فرماتے تھے اور خود آہستہ آہستہ چل کر تشریف لائے اور عرس کا تبرک صاحبزادہ محمد فضل رسول صاحب سے تقسیم کروایا۔ عرس کے بعد آپ مری تشریف لے گئے اور مری سے ایبٹ آباد جانے سے صحت کافی حد تک درست ہو گئی اور بالکل تندرست نظر آنے لگے۔ آتے ہی آپ نے حسب سابق سلسلہ درس و تدریس شروع فرمایا اور اہلحدیث کانفرنس کے جواب میں عدیم المثال عرس امام اعظم کرایا جو دھوبی گھاٹ کے وسیع میدان میں منعقد ہوا اور عظیم اجتماع کا حامل تھا

اگلے روز مرکزی سنی رضوی جامع مسجد میں ایک بہت بڑے نئے دار الحدیث کا افتتاح فرمایا۔

تمام اکابرین نے چند ماہ مسلسل آرام کرنے کے لئے ملتجیانہ گزارش کی اور صحت کے لئے دعائیں بھی مانگیں۔ چنانچہ آپ نے ڈیڑھ دو ماہ تک آرام بھی فرمایا درجہ حدیث شریف کے طلباء کو گاہے بگاہے درس بھی دیتے رہے۔ کچھ دنوں کے بعد جامعہ رضویہ مظہر اسلام کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت میں طلباء کی دستار بندی اور جبہ پوشی کے وقت آپ کو سہارا دے کر جلسہ میں لایا گیا تو آپ بہت مسرور تھے اور سنی رضوی جامع مسجد کے حسین وجمیل منبر پر رونق افروز ہوئے۔ دستار بندی کے بعد نماز ادا کی گئی۔ اور پھر آپ کو فوراً آرام کے لئے گھر پہنچایا گیا۔

کراچی میں علاج معالجہ

جب علالت نے زور پکڑا اور صحت زیادہ کمزور ہو گئی تو کراچی کے عقیدت مند اصحاب نے کراچی لے جاکر علاج کرانے کی پیش کش کی اور آپ کراچی تشریف لے گئے۔ کراچی میں ڈاکٹر کرنل شاہ کے زیر علاج رہے اور تقریباً دو ماہ بعد صحت یاب ہو کر لائلپور واپس تشریف لائے۔ لائلپور میں ہر طرف صحت یابی کا جشن مسرت منایا گیا محافل قائم ہوئیں اور تقاریب منعقد ہوئیں۔

اشتیاق وصال حبیب بے حد بڑھ چکا تھا اور ہجر یار اب ناقابل برداشت تھا اچانک طبیعت پھر ناساز ہو گئی اور مرض میں اضافہ ہونے لگا ایبٹ آباد اور مری پوہر ہزارہ بڑنے تبدیلی آب وہوا کے لئے جایا گیا لیکن طبیعت کو سکون نہ ہوا تو داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار عالیہ میں حاضری

دیتے ہوئے لائلپور تشریف لائے۔

دوبارہ کراچی میں تشریف آوری

لائلپور پہنچ کر کمزوری اور بڑھ گئی تو چند احباب اور صاحب زادہ محمد فضل رسول صاحب کے عرض گذار ہونے پر ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو بعد نماز جمعہ بذریعہ شاہین ایکسپریس عازم کراچی ہوئے ڈاکٹر کیپٹن عبدالغنی صاحب کے کلینک میں قیام فرمایا اور ڈاکٹر شاہ کا علاج شروع ہوا۔ چند روز کے علاج سے طبیعت پھر سنبھلنے لگی۔ اور آپ بار بار مولانا معین الدین صاحب سے فرماتے۔

"مولوی معین مجھے ابھی لائلپور لے چلو میں نہیں چاہتا کہ بعد میں تم کو لے جانے میں دشواری ہو۔ پھر جانے کا کیا مزہ جب سب احباب کہیں کہ اب انہیں پہنچانا چاہیئے"۔

اسی اثنا میں ڈاکٹر مشتاق احمد صاحب کا علاج شروع کروایا گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے بڑے خلوص اور ہمدردی سے علاج شروع کیا اور آپ کی طبیعت کچھ سنبھلنے لگی اور خود بخود اٹھنے بیٹھنے لگے۔ لیکن آپ لائلپور واپسی کا اصرار فرما رہے تھے۔

ایک روز توکل ٹریڈنگ کمپنی والے محمد انور صاحب تشریف لائے تو ارشاد فرمایا

"محمد انور صاحب میں ایک مہینہ اور کراچی میں مہمان ہوں آپ بھی ہمارے ہمراہ لائلپور چلیں۔ ایک ماہ بعد محمد انور صاحب حاضر خدمت ہوئے تو فرمایا۔ علامہ ازہری صاحب کے اصرار پر پندرہ روز اور بڑھا دیئے ہیں اب پندرہ روز کے بعد روانگی ہوگی"۔

چنانچہ ٹھیک پندرہ روز بعد آپ کا وصال ہوا۔

وصال مبارک

۲۵ رجب المرجب تک طبیعت بہت حد تک ٹھیک ہو چکی تھی لیکن ایک روز نماز عصر کے بعد طبیعت خراب ہو گئی اور علالت پھر عود کر آئی۔ کمزوری بڑھ گئی اور رفتہ رفتہ یہ عالم ہو گیا کہ زبان مبارک پر سوائے اللہ ہو۔ اللہ ہو۔ کے کچھ نہ آتا تھا۔ آپ کی اس حالت کی خبر پاکر کراچی کے علمائے کرام و مشائخ عظام اور عقیدت مند جمع ہو گئے۔ ڈاکٹر صدیقی صاحب نے ڈاکٹر مشتاق صاحب کو بلایا جنہوں نے انجکشن دیا۔ آپ کو قے آنے لگی تو آپ نے صرف "مولوی معین" فرما کر پہلو بدل لیا اور پھر زبان مبارک سے اللہ ہو کا ورد جاری ہو گیا۔ حضرت قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت پر استغراق کا عالم طاری تھا۔ صرف اللہ ہو اللہ ہو کی ضربات زبان پر جاری تھیں۔ آخری لمحات قریب تھے مولانا معین الدین صاحب نے سورہ یٰسین تلاوت کی۔ قصیدہ غوثیہ۔ درود تاج۔ شجرہ قادریہ رضویہ پڑھا اور کان میں آذان دی۔ ڈاکٹر مشتاق صاحب کے مشورہ پر بصد مشکل آکسیجن مہیا کی گئی۔ آکسیجن دینے سے اللہ ہو۔ اللہ ہو۔ کی آواز زیادہ صاف ہو گئی۔ آپ کو دو مرتبہ پانی پلایا گیا تو آپ نے بسم اللہ پڑھ کر دو ایک گھونٹ پیئے۔ صاحبزادہ محمد فضل رسول صاحب بھی لائلپور سے تشریف لا چکے تھے سید پیر عبد القادر صاحب سفیر عراق بھی اس وقت موجود تھے۔ آپ کی حالت اس وقت نازک تھی عقیدت مند آپ کے گرد حلقہ بنائے بنائے کھڑے تھے اور کلمہ طیبہ کا ورد کر رہے تھے۔ قاری محبوب رضا صاحب نے سورہ یٰسین کی تلاوت شروع کی۔ ابھی چند آیات مبارکہ ہی تلاوت کی

تھیں کہ آپ نے آخری مرتبہ اللہ ہو فرمایا اور وصل حبیب کی لذتوں سے ہمکنار ہوئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

یہ رجب المرجب کی انتیسویں شب تھی اور ایک بج کر چالیس منٹ کا وقت تھا۔ جب شب چہاردہم کا وہ مہ کامل جو پوری تابانی کے ساتھ عالم سنیت پر ضو پاشی اور تشنگان علوم کی سیرابی فرما رہا تھا گہن میں آیا اور بدقسمتی جب کہ اس بدر کمال کی پیشتر سے بڑھ کر ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ آہ آسمان رضویت کا وہ درخشندہ ستارا ٹوٹا جس کی ہدایات پورے عالم اسلام کے لئے مشعل راہ تھیں۔ آہ علمائے اہلسنت کی آنکھیں اشکبار ہیں۔ خدام و مریدین، احباب و متعلقین کے قلوب مضطرب ہیں۔ آہ آفتاب شریعت، ماہتاب طریقت ہماری ظاہری نظروں سے اوجھل ہوگیا اور ان کا وہ جمال آراء اور مقدس و نورانی چہرہ جس میں حقانیت اہلسنت کا آفتاب جلوہ فگن تھا ہماری نظروں کے سامنے نہیں

رحلت پیر طریقت الاماں فریاد ہے

چشم پرنم ہوش گم دنیائے دل برباد ہے

کراچی میں نماز جنازہ

آپ کے وصال مبارک کی خبر بذریعہ ٹیلی فون لائلپور پہنچا دی گئی۔ وہاں سے مولانا عبدالقادر صاحب نے ملک کے اطراف و جوانب میں بذریعہ تار و ٹیلی فون خبریں روانہ کردیں اخبارات نے آپ کی رحلت کی خبر شائع کی ریڈیو پر بھی آپ کے وصال مبارک کی خبر نشر ہوئی۔ کراچی اور کراچی کے قرب و جوار کے عقیدت مند نماز جنازہ ادا کرنے کے لئے جمع ہونے لگے حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ

صاحب ازہری۔ مولانا محمد معین الدین صاحب قادری رضوی۔ مولانا قاری محبوب رضا صاحب۔ محمد شفیع صاحب قادری۔ مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی۔ مولانا مفتی ظفر علی صاحب نعمانی اور صوفی اللہ رکھا وغیرہ نے مل کر غسل مبارک دینے کا شرف حاصل کیا اور مولانا محمد معین الدین صاحب کا مدینہ منورہ سے لایا ہوا پیش کردہ کفن پہنایا گیا۔ مفتی محمد عمر صاحب نعیمی نے کفن مبارک پر کلمہ طیبہ۔ علامہ عبدالمصطفیٰ صاحب ازہری نے یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ اور مولانا محمد معین الدین صاحب نے یا غوث اعظم دستگیر پیر یا تحریر کیا۔ کیونکہ قاری محبوب رضا صاحب ایک مرتبہ صوفی جمیل قادری رضوی کی لکھی ہوئی حضور غوث پاک کی منقبت پڑھ رہے تھے جب اس شعر پر پہنچے

عزیزو کر چکو تیار جب میرے جنازے کو
تو لکھ دینا کفن پر نام والا غوث اعظم کا

تو آپ نے ارشاد فرمایا

"مولوی معین یاد رکھنا میرے کفن پر سرکار غوث اعظم کا نام ضرور لکھنا"

لائلپور پہنچ کر حضرت قبلہ شیخ الحدیث کا مدینہ پاک سے لایا ہوا کفن مقدس پہنایا گیا اور پہلے کفن کو کفنی بنا دیا۔

جنازہ تیار کر کے آرام باغ لایا گیا نماز جنازہ کے فرائض جگر گوشہ صدر الشریعت حضرت علامہ مولانا شاہ صاحبزادہ عبدالمصطفیٰ صاحب ازہری رضوی شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی مدظلہ نے انجام دیئے۔ سفیر عراق پیرزادہ عبدالقادر صاحب گیلانی۔ علامہ مفتی محمد عمر صاحب

مدظلہ ۔ علامہ مفتی محمد ظفر علی صاحب ۔ علامہ عبدالحامد صاحب بدایونی مولانا شاہ ضیاء القادری صاحب بدایونی اور دیگر علماء کرام نے نماز جنازہ میں شرکت فرمائی ۔ نماز جنازہ کے بعد چہرہ انور کی زیارت کرائی گئی بعدہ آپ کے جسم اطہر کو تابوت میں رکھا گیا ۔ اور اسٹیشن کی طرف روانہ ہوئے ۔ راستے میں نعت خوانی ہوئی ۔ اسٹیشن پر صلاۃ وسلام ہوئے اور شاہین کے ایک ریزرو ڈبے میں آپ کا تابوت مقدس رکھا گیا ۔

لائلپور کو روانگی

گاڑی آہستہ آہستہ لائلپور کی طرف چلنے لگی جب گاڑی کوٹری پہنچی تو عشاق کا ایک عظیم اجتماع زیارت کے لئے اسٹیشن پر موجود تھا ۔ اسی طرح حیدرآباد ۔ شہداد پور نواب شاہ ۔ خیرپور سٹیشنوں پر بھی زائرین کے ہجوم موجود تھے ۔ جب روہڑی پہنچے تو ہجوم نے گاڑی کو گھیر لیا ۔ اور مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام پڑھنا شروع کیا ۔ رحیم یار خاں ۔ خانپور اور دوسرے اسٹیشنوں پر لوگوں نے زیارت تابوت مقدس کا شرف حاصل کیا ۔ اور تقریباً ہر اسٹیشن سے علماء و اکابرین گاڑی میں سوار ہوتے رہے تاکہ لائلپور میں نماز جنازہ میں شرکت کر سکیں جن اسٹیشنوں پر گاڑی نہ رکی ان اسٹیشنوں پر بھی دو رویہ لوگوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگے ہوئے تھے ۔ وہ لوگ اپنے محبوب کی سواری کو دیکھ کر ہی دل کی پیاس بجھانے کے لئے کھڑے تھے ۔ اور پھولوں کے ہار بوگی کی طرف پھینک رہے تھے ۔

لائلپور کے سٹیشن پر لوگ صبح ہی سے جمع ہو رہے تھے اور حد نگاہ تک لوگوں کا جم غفیر نظر آرہا تھا ۔ جب گاڑی سٹیشن کے قریب آئی تو رفتار دھیمی ہو گئی اور جو مشتاق و منتظر نگاہیں چشم براہ تھیں فوراً گاڑی

کی طرف اٹھیں اور فضا نعرۂ تکبیر و رسالت کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی۔ جب حضرت قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے تابوت مبارک والا ڈبہ سامنے آیا۔ ہر پیر و جوان کی عنانِ صبر ہاتھ سے چھوٹ گئی اور سب دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ بڑی حفاظت و احتیاط کے ساتھ تابوت کو اتار کر میت اٹھانے کی چارپائی پر رکھا گیا اور اس چارپائی کے ساتھ لمبے لمبے بانس باندھ دیے گئے تاکہ زیادہ سے زیادہ معتقدین کو کندھا دینے کی سعادت حاصل ہو سکے۔

لاکھوں کا عظیم ہجوم تسبیح و تمہید اور کلمہ شہادت پڑھتا ہوا جنازے کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ ہجوم بانسوں پر ٹوٹ رہا تھا اور ہاتھ لگانے کی قدرت نہ رکھنے والے پھولوں کے ہار جنازے پر پھینک رہے تھے۔ قائد اہلسنت کا یہ عظیم لشکر چلتے چلتے کچہری بازار کے اندر داخل ہوا۔ سخت بھیڑ کی وجہ سے چلنا دشوار تھا۔ عورتیں اور بچے کھڑکیوں سے نظارہ کر رہے تھے۔ اچانک لوگوں کی انگلیاں تابوت کی طرف اٹھیں اور اپنے پرائے سب اس منظر کو دیکھ کر عش عش کر اٹھے۔

بارش انوار تجلیات

جناب شیخ الحدیث کے تابوت مقدس پر "محسوس نور" کی چھما چھم بارش ہو رہی تھی اور دن کی روشنی میں اس نورانی پھوار کو سب دیکھ رہے تھے۔ جب یہ بے مثال جلوس گھنٹہ گھر پہنچا تو یکایک اسی نور نے دبیز چادر کی صورت اختیار کر لی اور سارا تابوت اسی میں چھپ گیا چمکیلے تانبے کے باریک پتروں کی طرح نور کی سنہری کرنیں اس طرح تابوت پر گر رہی تھیں کہ ہزاروں نے تعجب سے اس آسمانی رحمت کو دیکھا نور کی

اس لطیف اور محسوس دھند میں جب جنازہ چھپ گیا تو جنازہ اٹھانے والوں کو پکار کر ایک دوسرے سے پوچھنا پڑا کہ تابوت کہاں گیا۔

چند لمحات یہی کیفیت رہی پھر پاؤں کی طرف سے کمان کی طرح نمودار اور لوگوں کو سب کچھ نظر آگیا۔ اس واقعہ کے عینی شاہد ہزاروں کی تعداد میں ہیں جن میں مخالفین بھی شامل ہیں۔

رہائش گاہ میں آمد

جب آپ کا تابوت مبارک آپ کی رہائش گاہ واقعہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام میں لایا گیا اور کھولا گیا تو کمرہ معطر ہو گیا۔ کراچی میں تابوت مبارک میں آپکا جسم اطہر رکھتے وقت آپ کی آنکھیں بند تھیں۔ اور جب تابوت کھولا گیا اس وقت بھی موجود حضرات نے دیکھا کہ آنکھیں بند تھیں۔ لیکن جب جسم اطہر کو چارپائی پر رکھا گیا تو ایک آنکھ کھولی اور اپنے دارالمطالعہ کا مطالعہ فرمایا۔ یا یوں کہئے کہ آپ نے سچ کر دکھایا کہ آپ فرمایا کرتے تھے الا ان اولیاء اللہ لا یموتون ولکنھم ینتقلون من دار الیٰ دار یعنی اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر تشریف لے جاتے ہیں۔

تقریباً پانچ منٹ تک آنکھ کھلی رہی اس کے بعد بند ہو گئی۔

لائلپور میں نماز جنازہ

مکان سے دوبارہ جنازہ اٹھا کر دھوبی گھاٹ لایا گیا جنازے کے ساتھ بے پناہ ہجوم تھا لوگ جنازے کے بانسوں کو ہاتھ لگانے کو ترس رہے تھے اور مولانا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبزادہ صاحب سے اجازت طلب کر کے دھوبی گھاٹ کے وسیع میدان میں پاکستان بھر کے مشائخ عظام اور علمائے کرام کی موجودگی میں اپنے استاذ محترم کی نماز

جنازہ پڑھانے کی سعادت حاصل کی۔ اخباری اطلاعات کے مطابق نماز جنازہ میں شرکت کرنے والوں کی تعداد تین لاکھ سے زائد تھی اور زندگی بھر آپ کی مخالفت کرنے والے بھی آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کرکے طالب برکت وسعادت ہوئے۔

آخری زیارت مبارکہ

نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد آپ کا جسدِ مبارک سنی رضوی جامع مسجد سے ملحق جامعہ رضویہ کے کمرے میں رکھا گیا۔ آپ کے رخ انور کی زیارت کرنے والوں کا بے پناہ ہجوم تھا پولیس اور رضاکار بھی ہجوم پر قابو نہ پا سکے زیارت کرنے والوں کو ایک دروازہ سے داخل کیا جاتا اور دوسرے دروازے سے نکالا جاتا۔

آپ کا مسکراتا ہوا رخ انور دیکھ کر یوں محسوس ہوتا کہ ابھی حسب عادت طیب کے مبارک کلمات ارشاد فرمائیں گے۔ چہرہ اقدس کا رنگ گلابی اور گلاب کے پھول کی طرح پھولوں میں گھرا ہوا تھا۔ اس حسین اور دلنواز منظر کو جو دیکھتا دیکھتا ہی رہ جاتا۔ اور ہٹنے کا نام نہ لیتا۔ مجبوراً اسے ہٹا کر دوسرے کو زیارت مبارکہ کا موقع دیا جاتا۔ اس انتظام کے باوجود ہزاروں عقیدت مند شرف زیارت نہ حاصل کر سکے۔

آخری آرام گاہ

سنی رضوی جامع مسجد کے پہلو میں نئے دار الحدیث کے زیر سایہ آپ کی قبر انور تیار کی گئی نماز عشاء کے بعد آپ کو اس آخری آرامگاہ میں لایا گیا۔ عبد المصطفٰی ازہری اور مولانا محمد عبد القادر صاحب اور صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول صاحب و دیگر احباب نے آپ کے جسم مبارک کو لحد شریف میں لٹایا۔ یہ منظر بڑا

رقت آمیز تھا اور لاکھوں آنکھیں اشکبار تھیں اور زبان پہ ذکر و درود کی صدائیں تھیں۔

آپ کا مزار پاک حضرت حاجی رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کی زندہ تصویر ہے۔

خوشا مسجد و مدرسہ خانقاہے ، کہ درو ے بود قیل وقال محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ایک طرف سنی رضوی جامع مسجد ہے اور دوسری طرف دار الحدیث۔

آپ کے وصال مبارک پر قل شریف اور چہلم کے موقع پر اخبارات اور چہلم کے موقع پر اخبارات نے خاص ایڈیشن شائع کئے اور ہر مکتب فکر نے تعزیتی جلسے کئے۔

سیرت کا مختصر خاکہ

آپ کی سیرت مقدسہ کے چند پہلو مندرجہ ذیل ہیں۔

اللہ تعالےٰ سے لگاؤ آپ بچپن ہی سے نماز روزہ کے پابند تھے۔ بے ہودہ کھیل کود کو کبھی پسند نہ فرمایا نماز کے ایسے پابند تھے کہ نماز تہجد بھی پابندی کے ساتھ گذارتے تھے ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی یاد میں مگن رہتے اور اللہ والوں سے بے حد محبت رکھتے تھے آپ کو حضرت تاج الکاملین سراج السالکین قبلہ مولانا شاہ سراج الحق صاحب چشتی صابری قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل تھا۔ قبلہ پیر صاحب جب آپ کے گاؤں تشریف لاتے تو آپ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے یہی دعا مانگتے کہ اے اللہ تعالےٰ مجھے بھی ایسا ہی کر دے۔

حبِ مصطفیٰ

آپ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے پناہ محبت رکھتے تھے۔ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی رگ رگ میں رچا ہوا تھا۔ ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی روحانی غذا تھی۔ منبر و محراب۔ جلسہ و جلوس۔ سفر و حضر اور درس و تدریس میں غرضیکہ ہر جگہ ہر وقت آپ کی زبان مبارک پر نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جاری رہتی۔ آپ کی تقریر اول سے آخر تک عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبی ہوتی اور ایک ایک لفظ حضور کے عشق و محبت کا آئینہ دار ہوتا۔ دورہ حدیث شریف کی ابتداء میں قصیدہ بُردہ شریف کا پیارا پیارا نغمہ طلباء کے ساتھ مل کر پڑھتے۔

پابندی شریعت

آپ شہسوار میدان شریعت و عرصہ طریقت عالم بے بدل۔ فاضل اجل۔ صوفی اکمل اور عامل کامل تھے۔ گو ظاہری شریعت کا ہر بات پر غلبہ تھا لیکن بحر تصوف و معرفت کے شناور بھی تھے۔ آپ شریعت کے زبردست عامل تھے ہر ادا شریعت کی مظہر تھی۔ کبھی کوئی بات خلاف مستحبات بھی نہ ہوئی۔ خود پابند شریعت ہونے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی شریعت کی پابندی کا درس دیتے رہتے۔ آپ سرتاپا اخلاق نبویہ کی تصویر تھے۔ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ کی تفسیر تھے تو اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ کے مظہر بھی تھے۔ محافظ دین تھے اور دین کے خدام کی حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔

حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان ایسے سنی تھے کہ جن کی سنیت اور شخصیت مترادف بن گئی تھیں۔ آپ صرف عالم ہی نہ تھے بلکہ عالم گر تھے آپ کے حلقہ درس سے ہزاروں تہی دامنوں نے علم و عرفان کے موتی

سمیٹے اور اتنے سمیٹے کہ ان کے خوشہ چین بھی علم و عرفان کے بادشاہ بن گئے

بلندئ کردار

حضرت قبلہ شیخ الحدیث علیہ رحمۃ کے کردار کو بلندی میں وہ علو مرتبت حاصل ہے کہ فی زمانہ اس سے بلند کردار کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ آپ کی اس خصوصیت نے ہند و پاکستان کے مسلمانوں کو ان کا گرویدہ بنا دیا۔ طفولیت سے آخر دم تک ان کے پاکیزہ دامن کردار پر ان کا مطالعہ کرنے والوں کو کوئی چھینٹ بھی نظر نہیں آئی۔

نصب العین کی پختگی

آپ اپنے نصب العین پر نہایت پختگی کے ساتھ آخر دم تک ڈٹے رہے آپ کے پائے استقلال میں کبھی جنبش تک نہ آئی۔ بلکہ قیام پاکستان کے بعد زیادہ مؤثر انداز سے میدان میں قدم بڑھایا اور اہل باطل کو للکارا عشق مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لہر مسلمانوں کی رگ رگ میں دوڑا دی۔

منکسر مزاجی

آپ فطرتاً نہایت متواضع اور منکسر مزاج تھے۔ حاضر ہونے والوں سے نہایت خندہ پیشانی اور محبت سے پیش آتے۔ آنے والے کا حسب مراتب لحاظ رکھتے۔ گفتگو متبسم اور متانت آمیز ہوتی۔ اکثر نیچی نظریں کئے گفتگو فرماتے۔ طنز و مزاح سے اجتناب فرماتے احباب اگر آپس میں مزاح کرتے تو لطف اندوز ہوتے۔

اصابت رائے

آپ نہایت صائب الرائے واقع ہوئے ہیں، ہر معاملہ میں غور و فکر کے بعد کوئی فیصلہ فرماتے اور پھر اس فیصلہ پر ڈٹ جاتے۔ احباب سے مشورہ طلب فرماتے اور مفید مشورہ قبول فرماتے۔ ختم نبوت کے موقع پر فرمایا ناموس رسالت کی خاطر

اپنے خون کا آخری قطرہ بہانا ہمارے لئے باعث فخر و سعادت ہے مگر ہم اہانت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرنے والوں کے ساتھ اشتراکِ عمل کسی طرح پسند نہیں کرتے۔ چنانچہ اس فیصلے پر آخری دم تک ڈٹے رہے

حق گوئی

حضرت قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر حق گوئی کو اپنا شعار بنائے رکھا اور نازک سے نازک موقع پر بھی مصلحت بینی یا زمانہ سازی کے بدنما داغ سے اپنے دامن پاک کو ملوث نہیں ہونے دیا حالانکہ اس حق گوئی کی وجہ سے آپ کو بڑی صعوبتوں اور دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اور بارہا جان کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ اور بارہا مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ بعض اجلاس میں حملہ آوروں نے قتل کا ارادہ کیا لیکن ناکام رہے۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باقی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

انداز بیاں

قرآن و حدیث کے ترجمے میں دوران تقریر شعر نہیں پڑھتے تھے۔ روانی اور تسلسل کا یہ عالم تھا کہ الفاظ کی گویا صفیں کی صفیں حاضر ہیں اور دلائل و براہین کی بارش ہو رہی ہے۔ آیات قرآنیہ احادیث نبویہ اور ائمہ دین کے حوالجات اس قدر روانی اور بے تکلفی کے ساتھ پیش کرتے تھے کہ گویا یہ مضامین ان کو ازبر تھے۔

زبان میں تیزی اور فصاحت و بلاغت کے ساتھ ساتھ آواز میں گونج اور کڑک تھی۔ شان حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں وہ سماں بندھتا کہ سامعین خود کو اطراف و ماحول سے فراموش ہو کر گویا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر پاتے۔

علمی مقام

علمی دنیا میں آپ کی پوزیشن توصیف و تعارف سے بے نیاز ہے۔ آپ نے تقریباً چالیس سال اس میدان میں وہ کارہائے نمایاں انجام دئے کہ دوست و دشمن سب ان کے تبحر علمی کے مداح ہیں۔

آپ کی چند کرامات

حضرت محدث اعظم پاکستان عالم شریعت اور پیر طریقت تھے۔ شریعت کی اتباع ہی سے ولایت کا درجہ حاصل ہوتا ہے چنانچہ آپ عالم باعمل تھے اور ولی کامل بھی تھے۔ سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ آپ نے کوئی کام کبھی خلاف مستحبات بھی نہیں کیا۔ اس کے علاوہ آپ کی کرامات اندازہ و شمار سے باہر ہیں لیکن یہاں اختصاراً چند ایک تحریر کی جاتی ہیں۔

قیام پاکستان سے قبل ہندو مسلم فسادات میں ہندوؤں نے منظم طریقہ سے جامعہ رضویہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی کے طلباء پر حملہ کر دیا تب اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے "اللہ ہو" کا نعرہ لگایا تو ہندو بھاگ کھڑے ہوئے حملہ آوروں میں سے کئی ایک نے بعد میں بیان کیا کہ

"ہمیں ایسا معلوم ہوا تھا کہ ہمارے مقابلے میں ہزاروں کا لشکر تلواریں سونت کر آگیا ہے"

فسادات کے دوران حکومت نے مسجد بی بی کی حفاظت کے لئے پہرہ لگا دیا اور ان ہندو مسلم سپاہیوں میں سے ایک سپاہی رات بھر پہرہ دیتا تھا۔ ایک رات ایک ہندو سپاہی پہرے پر تھا۔ اسکا بیان ہے کہ "مجھے اونگھ آگئی اور دیکھتا ہوں کہ ایک نورانی شکل کے بزرگ عمدہ پوشاک پہنے اور سفید عمامہ باندھے گھوڑے پر سوار مسجد کے اردگرد چکر لگا رہے ہیں

اور میں نے تین چار مرتبہ اس بزرگ کو دیکھا" اس کا ذکر اس نے اپنے ساتھیوں سے کیا اور اگلے روز اس نے قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو بے ساختہ چلا اٹھا

"یہ تو وہی بزرگ ہیں جو رات کو گھوڑے پر سوار مسجد کا پہرہ دے رہے تھے"۔

جب آپ نے حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں مدینہ منورہ کی حاضری دی تو مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں یہ شعر پیش کیا ؎

ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اٹھتے ہوں گے
اب تو غنی کے در پر بستر جما دیئے ہیں

حضرت مفتی اعظم کے حکم سے روضہ انور کے سامنے بستر بچھا دیا۔ کافی رات گئے آپ کو پیاس محسوس ہوئی۔ ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ پانی کہاں سے پیوں کہ ایک بزرگ جھجری لئے ہوئے آئے اور آپ کو پانی پلا کر چلے گئے۔

آخری لمحات میں پیر فاروقی صاحب تشریف لائے اور فرمایا کہ میں لائلپور سے ہو کر آیا ہوں اور اپنا خواب سنایا کہ ۲۷ رجب المرجب کو میں نے خواب دیکھا کہ اولیاء کاملین اور بزرگان دین کی کثیر جماعت حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی طرف تشریف لا رہی ہے۔ یہ خواب دیکھ کر میں بڑا پریشان ہوا اور اب مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ فاروقی صاحب کے اس خواب سے زمرہ اولیاء کرام میں آپ کی مقبولیت ظاہر ہوتی ہے

بریلی شریف میں جب آپ صدر المدرسین کے عہدہ پر فائز تھے

ایک دن یکایک آنحضرت سفر باندھ لیا طلباء و احباب نے پوچھا حضور کدھر جانے کا ارادہ ہے تو فرمایا ہمارا بچہ محمد فضل رحیم فوت ہو گیا ہے اس لئے اپنے گھر موضع دیال گڑھ جا رہا ہوں۔ طلباء و احباب حیران ہوئے کہ آپ کو بغیر خط یا پیغام کے کیسے علم ہوا اہل خانہ نے سوچا کہ بریلی سے آپ اتنی جلدی نہ آسکیں گے کیونکہ فاصلہ زیادہ ہے اس لئے پہلے بچے کو دفن کر لیا جائے پھر اطلاع کر دی جائے گی۔ لیکن حضرت صاحب کے بھائی صاحب ابھی تجہیز و تکفین میں مشغول تھے کہ آپ پہنچ گئے۔ سب حیران ہو کر بولے "آپ کو بچے کے انتقال کی خبر اتنی دور کس نے پہنچائی" فرمایا۔ مولیٰ تعالےٰ آپ لوگوں کے توسط کے بغیر بھی بتلا سکتا ہے۔

ایک دن آپ کے بڑے بھائی صاحب عرف سائیں مرحوم و مغفور اور آپ کے مابین والدہ مرحومہ کے متعلق گفتگو شروع ہو گئی۔ سائیں صاحب مرحوم کا خیال تھا کہ والدہ مرحومہ عام نیک عورتوں میں سے ایک تھیں اور قبلہ حضرت صاحب کا ارشاد تھا کہ والدہ مرحومہ کو اللہ تعالےٰ عز و جل کے حضور میں زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت کی بنا پر ایک خاص مقام قرب حاصل تھا۔ گفتگو کے بعد سائیں صاحب مرحوم رات کو سوئے تو خواب میں انہیں ایک قبر نظر آئی۔ جس کے اندر سے ایک ضعیف العمر خاتون سفید لباس میں ملبوس باہر تشریف لائیں اور سائیں صاحب مرحوم کے سر پہ دست شفقت پھیر کر فرمانے لگیں

"بیٹا میں تمہاری ماں ہوں تیرا چھوٹا بھائی محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ جو کچھ میرے متعلق کہتا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے"

سائیں صاحب صبح اٹھتے ہی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت

اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے انہیں دیکھتے ہی مسکرا کر فرمایا

"کیوں سائیں صاحب ہم نے ٹھیک کہا تھا نہ۔ اب تو انکار نہ کرو گے۔"

سائیں صاحب مرحوم حیران تھے کہ خواب تو مجھے آیا آپ کو خبر کس نے دی

محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد محبت و عقیدت تھی اور ہر ماہ ایک دو مرتبہ ضرور داتا صاحب کے مزار اقدس پر جایا کرتے تھے۔ مدیر اعلیٰ رسالہ محبوب حق حاجی حافظ محمد احسان الحق صاحب سے ایک مرتبہ فرمایا کہ "اب کی مرتبہ میں دربار داتا صاحب حاضر ہوا آستانہ عالیہ پر دست بستہ کھڑا ہوا۔ سلام پیش کرنے کے بعد فاتحہ خوانی اور ایصال ثواب کیا اور دعا مانگی مجھے پیاس بہت لگی ہوئی تھی ٹھنڈی میٹھی لسی پینے کی دل میں تمنا تھی۔ اب دعا سے فارغ ہوا ہی تھا کہ ایک شخص کو اپنے پاس کھڑے دیکھا اس کے ہاتھ میں دہی کی لسی کا بھرا ہوا ایک بڑا گلاس تھا مجھ سے کہنے لگا یہ لسی پی لیجئے۔ میں نے وہ لسی پی لی جو نہایت لذیز ٹھنڈی اور میٹھی تھی۔ نہ میں نے اسے پہچانا اور نہ اس نے اپنی پہچان کرائی

مولانا محمد اسلم صاحب علوی قادری رضوی خطیب جامع مسجد نوری حنفیہ محلہ اسلام آباد فیکٹری ایریا لائلپور کا بیان ہے کہ ۱۹۵۲ء میں شیخوپورہ میں رہائش پذیر تھا کچھ ضروری مسائل معلوم کرنے کے لئے ایک شخص کو حضرت محدث اعظم علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں بھیجا آپ نے اس شخص سے فرمایا۔ محمد اسلم (سائل) سے کہنا کہ وہ خود کسی وقت آئیں اور ان سوالات کا جواب لے جائیں۔ میں تقریباً ایک ماہ بعد لائلپور حاضر ہوا اور نماز جمعہ حضرت صاحب کی اقتداء میں پڑھی نماز جمعہ کے بعد جب حضرت صاحب گھر جانے لگے

جو لوگ مصافحہ و زیارت کے لئے قطار در قطار کھڑے ہو گئے ہیں بھی
قطار میں کھڑا ہو گیا۔ پیشتر ازیں میں آپ کی زیارت کا شرف حاصل نہ کر سکا تھا
جب آپ مصافحہ فرماتے ہوئے میرے پاس تشریف لائے تو آپ ٹھہر
گئے اور فرمانے لگے کیا آپ کا نام محمد اسلم ہے آپ شیخوپورہ سے مسائل
پوچھنے کے لئے میرے بلانے پر آئے ہیں۔ میں نے جب یہ سب باتیں تسلیم
کریں تو آپ نے فرمایا مدرسہ میں آؤ تاکہ تمہارے مسائل کا جواب دیں۔ پھر
آپ آگے چلے گئے اور میں پیچھے رہ کر سوچنے لگا کہ آپ کو میرے نام و پتہ کی کس
نے اطلاع دی شاید آپ کے قبضہ میں کچھ جنات ہیں اور وہ باتیں بتلا دیتے
ہیں۔ آج حقیقت کا انکشاف ہونا چاہیئے۔ میں چپ چاپ شاہی مسجد میں
بیٹھ جاتا ہوں اگر آپ ولی ہوئے تو نور ولایت سے خود ہی جان لیں گے اور بلا
لیں گے ورنہ نہیں کیونکہ میرے دلی خیالات کی جنات اطلاع نہیں پا سکتے
نماز عصر اور مغرب بھی میں نے وہیں باجماعت ادا کی حضرت صاحب بھی
تشریف لاتے اور نماز پڑھ کر چلے جاتے۔ نماز عشاء کے قریب تک جب مجھے کسی
نے نہ پوچھا تو میرے دل میں الٹے سیدھے خیالات پیدا ہونے لگے کہ مولانا
صاحب تو بڑے آدمی ہیں ہم غریبوں کے مسائل سے انہیں کیا دلچسپی ہو
سکتی ہے۔ میں ایک مسافر یہاں پریشان ہوں اور مولانا صاحب اپنے گھر میں
آرام فرما رہے ہیں اس خیال کا آنا تھا کہ ایک شخص نے آواز دی "مولوی محمد اسلم
صاحب شیخوپوری یہاں بھی ہوں حضرت صاحب کے پاس پہنچ جائیں"
سنتے ہی میں حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے فرمایا مولوی محمد اسلم صاحب! آپ
نے میرے متعلق غلط خیال کیا ہے۔ میں بڑا آدمی نہیں ہوں میں تو اہلسنت
کا خادم ہوں نماز جمعہ سے اب تک احباب کا ہجوم رہا میں انہیں دینی مسائل

بتاتا رہا۔ آرام ہرگز نہیں کیا۔ میں نے تو نماز کے بعد ہی آپ کو بلایا تھا لیکن آپ خود نہیں آئے اس میں آپ کی اپنی غلطی ہے میری نہیں حضرت کی یہ باتیں سن کر مجھے بہت ندامت ہوئی اور میں سمجھ گیا کہ آپ اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ ولی اور صاحب کشف و کرامات بزرگ ہیں راز ہائے درون سینہ پر اطلاع رکھتے ہیں۔ پھر آپ نے تمام میرے مسائل مجھے اچھی طرح سمجھائے۔

ان ہی مولوی محمد اسلم صاحب کا بیان ہے کہ میں دوبارہ لائلپور حاضر ہوا اور حضرت صاحب کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوا آپ نے دو کپ چائے منگوائی، ایک کپ خود نوش فرمایا اور دوسرا مجھے مرحمت فرمایا میں چونکہ چائے نہ پیتا تھا اس لئے عرض کیا "حضور! خود نوش فرمایئے مجھے چائے نقصان دیتی ہے" آپ نے قریب بیٹھے ہوئے ایک طالب علم کو وہی کپ عنایت فرما دیا۔ معاً اس کے بعد مجھے بڑا افسوس ہوا اور سوچا کہ وہ چائے تو حضرت صاحب کا تبرک تھی اور بزرگان کے تبرک بے حد مفید اور با برکت ہوتے ہیں یہ میری بدبختی ہے کہ میں نے تبرک قبول نہ کیا میرا صدمہ بڑھتا گیا حتیٰ کہ نماز عصر کا وقت ہوا اور نماز میں بھی یکسوئی حاصل نہ ہوئی پھر مسجد میں بیٹھا سوچتا رہا کہ اپنا نقصان اپنے ہاتھوں کیا۔ یہی تفکرات لے کر پیر کامل کے دربار حاضر ہوا۔ مجھے دیکھتے ہی آپ مسکرائے اور دو باٹے بخشتے ہوئے فرمایا

"بندۂ خدا! چائے نہ پینا کوئی گناہ کبیرہ ہے کہ جس پر آپ اتنے پریشان ہوئے یہاں تک کہ نماز بھی صحیح طور سے نہ پڑھ سکے لو یہ باٹے چائے کا بدل ہیں"

ہیں نے مان لیے اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے ایسا کامل پیر عطا فرمایا جو دل کی باتوں سے آگاہ ہے۔

مولوی محمد اسلم صاحب مذکور نے ایک اور واقعہ بیان کیا کہ ایک دفعہ خواب میں حضرت صاحب نے مجھے شرفِ زیارت بخشا اسطرح کہ آپ اپنے کمرے میں تشریف فرما ہیں میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ کے پاس سیب تھے اور مجھے آدھا سیب بخشا تیسرے روز میں لائلپور شریف میں حاضر ہوا تو آپ نے ایک سیب سے آدھا کاٹ کر مجھے مرحمت فرمایا اور فرمایا

"مولوی محمد اسلم آدھا سیب تمہیں مل چکا ہے اور آدھا یہ تمہارا حصّہ باقی تھا"

میں نے وہ آدھا سیب بصد شوق قبول کر لیا اور خواب کا پورا واقعہ میری آنکھوں کے سامنے آگیا اور مجھے بے حد سکون قلب اور مسرت و فرحت محسوس ہوئی کہ میرے پیر کامل ولی اور کشف و کرامات کے حامل ہیں۔

پپلاں ضلع میانوالی کے قاضی نور احمد صاحب جو بارگاہ بے کس پناہ کے طالب علم بھی تھے کہتے ہیں کہ میرے دل میں ایک مرتبہ یہ خیال آیا کہ اگر خواب میں فخر انبیاء احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو جائے تو زہے نصیب۔ اس مبارک مقصد کے حصول کے لئے عبادات الٰہیہ میں مصروف رہتا اور درود و سلام کے نذرانے بارگاہ رسالت میں بکثرت پیش کرتا۔

ایک رات میری قسمت کا ستارا بلند ہوا نورانی ماحول میں ایک بزرگ نورانی صفت عالم رؤیا میں نظر آئے ان جیسی حسین و جمیل صورت میں نے کبھی

نہ دیکھی تھی ۔اس پاکیزہ سیرت بزرگ نے نہایت شفقت اور محبت سے مجھے مرید کیا ۔مرید ہوتے ہی میرے جسم کا ہر ہر بال اسم ذات کے ذکر میں مشغول و مصروف ہو گیا اور ہر جانب سے اللہ اللہ کی آوازیں آنے لگیں ۔اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی اور طبیعت میں فرحت اور ایمان میں قوت محسوس ہوئی دل کہہ رہا تھا کہ ابھی تو زیارت رسالت مآب کے قابل نہیں ۔پھر میں نے خواب میں نظر آنے والے بزرگ کامل کی تلاش شروع کر دی ۔بڑے بڑے آستانوں پہ حاضر ہوا ۔کئی ایک خدا رسیدہ بزرگوں کی خدمت میں گیا لیکن خواب والے واصل باللہ بزرگ کی صورت پاک کہیں نظر نہ آئی ۔ایک دفعہ واں بھچراں ضلع میانوالی کے جلسہ میں بڑے بڑے علمائے کرام اور مشائخ عظام نے شرکت کی میں بھی وعظ سے مستفیض ہونے کے لیے وہاں پہنچا ۔اس مبارک اجتماع میں محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز بھی جلوہ فرما تھے ۔جب میری متلاشی نگاہ آپ کے چہرہ انور پر پڑی تو خواب کا نقشہ یکدم آنکھوں کے سامنے آگیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ خواب میں تشریف لانے والی ہستی صرف آپ ہی ہیں جن کا میں متلاشی تھا اور مجھے گوہر مقصود مل گیا ۔پھر میں نے آپ سے تعلیم بھی حاصل کی اور آپ کی کئی ایک دوسری کرامات دیکھ کر بیعت ہوا ۔

حیوانات بھی آپ کے کمالات علمیہ سے واقف تھے اور ادب و احترام کو اپنے لیے باعث سعادت سمجھتے تھے ۔ایک دفعہ محدث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ چک ڈرانہ تشریف لے گئے ۔مولانا محمد منشا صاحب ۔مولانا سید عاشق حسین صاحب اور دیگر کئی ایک احباب ہمراہ تھے جب گاؤں کے درمیان پہنچے تو ایک کتا حضرت صاحب کو دیکھ کر بھاگا آیا اور آپ کے

قدموں کے درمیان پورے ادب و احترام کے ساتھ دو تین بالشت کے فاصلہ پر اس نے اپنا سر رکھ دیا ایک آدھ منٹ ٹھہرنے کے بعد فوراً پچھلے قدم واپس لوٹ گیا۔ ہم سب یہ منظر دیکھ کر حیران ہوئے اور مسکرائے حضرت صاحب نے بھی تبسم فرمایا اور "طیب طیب" کہتے ہوئے آگے چل دئے۔

مولانا محمد شریف صاحب فاضل جامعہ رضویہ حال مقیم للیانی ضلع سرگودھا نے فرمایا کہ میں موضع حاصلاں والا ضلع گجرات میں پڑھتا تھا ایک رات خواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی آپ کی بارگاہ میں حضرت محدث اعظم پاکستان اور سید نور الحسین شاہ صاحب اور ایک اور تیسرے صاحب رحمۃ اللہ علیہ حاضر تھے۔ محدث اعظم پاکستان نے ایک شخص کی جانب اشارہ کر کے مجھے فرمایا اسکو پکڑو اور گھسیٹ کر میرے پاس لے آؤ اس نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان اقدس میں گستاخی کی ہے اسے ہم سزا دینا چاہتے ہیں میں حسب الحکم اسے گھسیٹ لایا وہ گریہ کرنے لگا۔ اور معافی کا خواستگار ہوا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف فرما دیا اور آئندہ محتاط رہنے کا حکم فرمایا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے دست مبارک میں دیا اور فرمایا "محمد شریف کی اصلاح تمہارے ذمہ ہے"۔

میں نے صبح اٹھتے ہی حاصلانوالہ کو چھوڑا اور جامعہ رضویہ مظہر اسلام میں تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ کر لیا گھر والوں سے اجازت لے کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا "آؤ میرے ہاتھ پر بیعت ہو جاؤ"۔ میں نے خواب کا واقعہ بیان کرنا چاہا تو فرمانے لگے "بیان کرنے کی ضرورت نہیں میں جانتا ہوں خواب کی تعبیر عنقریب پوری ہو گی اور تم سید عالم

صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضر ہو گئے چنانچہ میں ۱۳۸۲ھ میں حج بیت اللہ اور زیارت روضہ اقدس خیر الانام کے لئے گیا۔

آپ کی تصانیف مبارکہ

چونکہ آپ کی تمام تر توجہ درس و تدریس اور وعظ و تبلیغ کی طرف رہی اور آپ نے باقاعدہ تصنیف و تالیف کیطرف کوئی توجہ نہ دی تاہم آپ نے بعض مسائل پر قلم اٹھایا اور ثابت فرما دیا کہ آپ تحریر کے میدان میں بھی اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ نے چند ایک کتب ورسائل تحریر فرمائے ہیں جن میں مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں۔

۱: اسلامی قانون وراثت

اس میں حکومت کے قانون وراثت کی خامیوں کو شرعی دلائل سے ثابت فرمایا۔ یہ کتاب بہت مقبول ہے۔

۲: تبصرہ مذہبی

اس کتاب میں عنایت اللہ صاحب مشرقی کے آزاد خیالات اور عقائد کا زبردست رد فرمایا گیا ہے۔

۳: مرزا مرد ہے یا عورت

مرزا غلام احمد قادیانی کی تصنیف سے مضحکہ خیز خصوصیات کا حوالہ دے کر قادیانیت کا رد فرمایا ہے۔

۴: موت کا پیغام دیوبندیوں کے نام

اس رسالہ میں آپ نے دیوبندی عقائد کا محاسبہ فرما کر حفظ الایمان کی کفریہ عبارت کا مدلل انداز میں رد فرمایا ہے

*

آپ کے چند خلفاء

۱ : حضرت مولانا علامہ ابوداؤد محمد صادق صاحب نگران اعلیٰ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ۔

۲ : مولانا علامہ محمد عنایت اللہ صاحب سانگلہ ہل۔

۳ : علامہ عبدالقادر صاحب احمد آبادی لائلپور

۴ : مولانا حافظ محمد احسان الحق صاحب مدرس دارالعلوم لائلپور

۵ : مولانا حافظ منظور حسین صاحب خطیب مسجد راجہ چوک لائلپور

۶ : مولانا ابوسعید محمد امین صاحب مفتی جامعہ رضویہ لائلپور۔

۷ : مولانا علامہ غلام رسول صاحب صدر المدرسین جامعہ رضویہ انوار القرآن ملتان۔

۸ : مولانا ابوالسلیم محمد اسلم صاحب علوی قادری رضوی خطیب نوری مسجد حنفیہ ڈجکوٹ روڈ لائلپور۔

۹ : مولانا معین الدین صاحب رضوی اور دیگر احباب۔

۱۰ : مولانا حافظ عبدالرشید صاحب جھنگوی۔

۱۱ : حافظ فضل احمد خطیب جامع مسجد امام صاحب سیالکوٹ۔

۱۲ مولانا اکبر جان صاحب۔

۱۳ : مولانا زبیر شاہ صاحب

۱۴ : مولانا عبداللہ شاہ صاحب ملتان شریف۔

۱۵ : مولانا محمد شریف صاحب شیخ الحدیث ملتان۔

۱۶ : یعقوب شاہ صاحب منڈی بھلوال۔

۱۷: سید جلال شاہ صاحب بھکی۔

ان کے علاوہ آپ کے اور بھی بہت سے خلفائے کرام ہیں جن کا ذکر آپ کی مکمل سوانحعمری میں ہوگا۔

مقدمہ از مصنف رسالہ موت کا پیغام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

اما بعد: یہ فقیر سراپا تقصیر غفرلہ المولیٰ القدیر حضرات کی خدمت میں مودبانہ گذارش کرتا ہے کہ اس مختصر رسالہ کو ملاحظہ فرمانے سے پہلے بغض و عداوت حسد و تعصب کو دور کر لیں اور نہایت اخلاص و صدق کے ساتھ اس مختصر رسالہ کو ملاحظہ فرمائیں۔ فقیر سے جو غلطی اس رسالہ میں صادر ہوئی ہو اس کی تصحیح فرمائیں اور فقیر کو فقیر کی غلطی پر ضرور مطلع فرمائیں۔

جو شخص اردو زبان سے ادنیٰ واقفیت رکھتا ہے اگر وہ فقیر کے اس رسالہ کو اخلاص کے ساتھ مطالعہ کرے گا تو انشاء اللہ تعالےٰ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی نے عبارت حفظ الایمان میں بلاشبہ حضور اقدس سرور دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں صریح توہین اور کھلی گستاخی کی ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ من ذالک۔ مولیٰ عزوجل تبارک و تعالےٰ گمراہوں بدمذہبوں کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے اور راہ راست دکھائے اور اہلسنت وجماعت کو صراط مستقیم پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین ابد الآبدین۔

مولوی اشرفعلی تھانوی کی حفظ الایمان کی ناپاک عبارت

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔

اس ناپاک عبارت میں حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کو بچوں پاگلوں جانوروں چارپایوں کے علم سے تشبیہ دی گئی ہے اور اسمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں صریح توہین اور کھلی گستاخی ہے۔ عرب وعجم، ہندوسندھ کے علمائے اہلسنت و جماعت ومشائخ عظام وفضلائے کرام نے اس ناپاک عبارت کو صریح کفر بتایا اور اس ناپاک عبارت کے لکھنے والے پر کفر کا فتویٰ دیا۔ مگر دیوبندی مولویوں نے اس ناپاک عبارت پر پردہ ڈالنا چاہا اسے صاف و بے غبار بتایا لہذا فقیر نے ارادہ کیا کہ ان کی دہن دوزی کے لئے خود ان کے اقرار سے ثابت کردکھائے کہ یقیناً اس ناپاک عبارت میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان اقدس میں توہین اور کھلی گستاخی ہے۔ اب فقیر علماء وعمائد دیوبند و مدعیان وکالت مولوی اشرفعلی تھانوی کے اقرار سے ثابت کرتا ہے کہ بلاشبہ مولوی اشرفعلی تھانوی نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان اقدس میں توہین کی ہے۔ نہایت خلوص واخلاص کے ساتھ بہ نیت احقاق حق غور سے

ملاحظہ فرمایئے۔ وما علینا الا البلاغ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ۔

عبارات حفظ الایمان کی صفائی میں دیوبندی مولویوں کی خانہ جنگی کی پہلی تشکیل

عبارت حفظ الایمان کی صفائی کا پہلا رخ صدر دیوبند کے قلم سے

مولوی حسین احمد صاحب صدر دیوبند نے اپنی کتاب الشہاب الثاقب کے صـ۱۱۱ پر عبارت حفظ الایمان کی توضیح میں لکھا ہے حضرت مولانا اشرفعلی تھانوی) عبارت میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں لفظ اتنا تو نہیں فرما رہے ہیں اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں (بچوں پاگلوں چارپایوں) کے علم کے برابر کر دیا۔ اس کا خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ اگر مولوی اشرفعلی صاحب حفظ الایمان کی عبارت مذکورہ میں لفظ ایسا کے بجائے لفظ اتنا لکھتے تو اس وقت یہ احتمال ضروری ہوتا کہ مولوی اشرفعلی صاحب نے تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم شریف کو بچوں۔ پاگلوں۔ جانوروں۔ چارپایوں کے علم کے برابر کر دیا۔ والعیاذ باللہ من ذلک مگر جب کہ لفظ ایسا لکھا ہے لفظ اتنا نہیں لکھا تو اس وقت حضور علیہ السلام کے علم کے ساتھ بچوں۔ پاگلوں۔ جانوروں چارپایوں کے علم کی برابری کا احتمال نہیں۔

صدر دیوبند کی پیش کردہ صفائی غلط ہے

ناظم شعبہ تبلیغ دیوبند مولوی مرتضی حسن صاحب دربھنگی کے قلم سے

مولوی مرتضی حسن صاحب دربھنگی دیوبندی حفظ الایمان کی عبارت مذکورہ کی شرح میں اپنے رسالہ توضیح البیان کے صلا پر لکھتے ہیں عبارت متنازعہ فیہا (یعنی عبارت حفظ الایمان) میں لفظ ایسا بمعنی اسقدر و اتنا ہے اور اسی رسالہ کے صث پر ہے واضح ہو کہ ایسا کا لفظ فقط مانند اور مثل ہی کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اوسکے معنی اسقدر اور اتنے کے بھی آتے ہیں جو اسجگہ (یعنی عبارت حفظ الایمان میں) متعین ہیں۔ ان دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ حفظ الایمان کی عبارت میں ایسا کے معنے ہی اتنا اور اس قدر کے ہیں۔

صدر دیوبند کی پیش کردہ صفائی غلط ہے

مولوی منظور صاحب سنبھلی دیوبندی کے قلم سے

مولوی منظور صاحب سنبھلی دیوبندی نے مناظرہ بریلی میں بیان کیا کہ حفظ الایمان کی اس عبارت میں بھی ایسا تشبیہ کے لئے نہیں ہے بلکہ وہ بدوں تشبیہ کے اتنا کے معنی میں ہے" اور ایک دفعہ یہ بیان کیا کہ حفظ الایمان کی کی عبارت میں بھی جیسے کہ میں بدلائل قاہرہ ثابت کر چکا ہوں (یعنی لفظ ایسا) بغیر تشبیہ کے اتنا کے معنی میں ہے"۔ پہلی عبارت مناظرۂ بریلی کی روئداد مرتبہ

وہابیہ دیوبندیہ مسماۃ فتح بریلی کا دلکش نظارہ کے صفحہ ۳۲ پر ہے اور دوسری عبارت اسی روداد کے صفحہ ۴۰ پر ہے اور اسی روداد کے صفحہ ۴۸ پر ہے ایسا تشبیہ کے علاوہ دوسرے معنوں میں بھی مستعمل ہوتا ہے اور حفظ الایمان کی عبارت میں وہ بلا تشبیہ کے اتنا کے معنی میں مستعمل ہے۔ مولوی منظور صاحب دیوبندی کی ان تینوں عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ایسا کے معنی تشبیہ کے نہیں بلکہ لفظ ایسا کے معنی اتنا کے ہیں۔

نتیجہ۔ **دوستی کے پردہ میں دشمنی** ۔ حضرات ناظرین! للہ انصاف! غور سے ملاحظہ فرمایئے کہ صدر دیوبند نے جو وجہ عبارت حفظ الایمان کی صفائی میں بیان کی مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی دیوبندی اور مولوی منظور صاحب سنبھلی دیوبندی نے کیسے اوس وجہ کو صاف اڑا دیا صدر دیوبند کا بیان ہے کہ اگر عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا کی بجائے لفظ اتنا ہو تو اسوقت عبارت حفظ الایمان سے یہ احتمال ضروری پیدا ہوتا ہے کہ مولوی اشرفعلی صاحب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو اور چیزوں یعنی بچوں پاگلوں جانوروں۔ چارپایوں کے علم کے برابر کر دیا۔ والعیاذ باللہ من ذلک۔ اور مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دیوبندی اور منظور صاحب دیوبندی دونوں کا مل کر یہ بیان ہے کہ عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا کے معنی ہی اتنا اور اسقدر کے ہیں۔ اب صدر دیوبند اور ان دونوں دیوبندی مولویوں کے بیانات سے صاف یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ **مولوی اشرفعلی صاحب نے عبارت حفظ الایمان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم شریف کو واشگاف بچوں پاگلوں جانوروں و چارپایوں کے علم کے برابر بتایا ہے** والعیاذ باللہ من ذلک۔

اس نتیجہ پر پہنچنے کو خود مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی کے قلم سے

بسط البنان مصنفہ اشرفعلی صاحب تھانوی کے صہ۲ پر ہے جو شخص

ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج

از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے

حضور سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔"

حضرات ناظرین! دیوبندی مولویوں کے بیانات اور خود اشرفعلی صاحب تھانوی کے فتویٰ سے ثابت ہو گیا کہ عبارت حفظ الایمان کے مصنف یعنی مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی اسلام سے خارج ہے۔

؎ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری۔ اسے کہتے ہیں دوستی کے پردے میں دشمنی۔ صدر دیوبند عبارت حفظ الایمان میں اتنا کا رد کر رہے ہیں اور دوسرے دونوں دیوبندی اسی عبارت حفظ الایمان میں ایسا کو اتنا کے معنی میں لے رہے ہیں اس میں شک نہیں کہ دونوں فریق میں سے ایک سچا اور دوسرا قطعاً جھوٹا ہے۔ سوال نمبر ا۔ کیا فرماتے ہیں علماء دیوبند اس مسئلہ میں کہ صدر دیوبند اور راوس کے مقابل دونوں دیوبندیوں میں سے بیان بالا میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا۔

صدر دیوبند اور دیوبندی مولویوں کی باہمی مخالفت دوسرے پیرایہ میں

صدر دیوبند کا بیان

حضرت مولانا (اشرفعلی) عبارت میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں لفظ اتنا

تو نہیں فرمارہے ہیں اگر لفظ اتنا ہوتا تو اسوقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں (بچوں پاگلوں جانوروں چارپایوں) کے علم کی برابر کردیا۔ الشہاب الثاقب ص۱۱۱ نتیجہ عبارت حفظ الایمان میں میں اگر لفظ ایسا کی جگہ لفظ اتنا ہو تو یہ عبارت صاف و بے غبار نہیں بلکہ اس عبارت میں حضور علیہ السلام کی توہین کا شائبہ اور احتمال ضروری ہے

مولوی مُرتضیٰ حسن صاحب دربھنگی دیوبندی کا بیان

عبارت متنازعہ فیہا (یعنی عبارت حفظ الایمان) میں لفظ ایسا بمعنی اسقدر واتنا توضیح البیان ص۱۷ حفظ الایمان کی عبارت بیشک آئینہ کیطرح صاف و بے غبار ہے۔ توضیح البیان ص۴ نتیجہ عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا کے معنی اتنا اور اسقدر مراد لینے پر بھی یہ عبارت صاف اور بے غبار رہتی ہے

مولوی منظور صاحب دیوبندی کا بیان

حفظ الایمان کی اس عبارت میں بھی ایسا تشبیہ کے معنے نہیں بلکہ وہ یہاں بدون تشبیہ کے اتنا کے معنی میں ہے۔ روئداد۔ مناظرہ بریلی مرتبہ و ناشرہ دیوبندیہ ص۳۶ بہر حال حفظ الایمان میں جو عبارت ہے اوسکے متعلق میرا دعویٰ ہے کہ اوسمیں توہین کا شائبہ بھی نہیں روئداد مذکورہ ص۶۳ نتیجہ عبارت حفظ الایمان میں ایسا کے معنی اتنا ہونے کی صورت میں بھی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین کا احتمال اور شائبہ نہیں۔ حضرات ناظرین غور سے ملاحظہ فرمائیں کہ صدر دیوبند عبارت حفظ الایمان میں ایسا کے بجائے اتنا ہونے کی صورت میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین کا احتمال

ضروری بتارہے ہیں اور باقی دونوں دیوبندی مولوی عبارت حفظ الایمان میں ایسا کو اتنے کے معنی میں لیتے ہیں اور پھر بھی عبارت حفظ الایمان کو صاف و بے غبارہ اور توہین کے احتمال سے خالی بتارہے ہیں ان دونوں فریقوں میں سے ایک فریق سچا اور دوسرا جھوٹا ضرور ہے۔

سوال نمبر ۲۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دیوبند اس مسئلہ میں کہ اوپر کے بیانات میں صدر دیوبند اور اوسکے مقابل دوسرے فریق دیوبند میں سے کون حق پر ہے اور کون باطل پر۔

صدر دیوبند کو اپنی بدقسمتی پر رونیکی دھمکی اور صدر دیوبند کی عقل کی سبکی

مولوی مرتضیٰ حسن صاحب در بھنگی دیوبندی کے قلم سے

جس کی عقل سلیم میں اب بھی مطلب نہ آئے اور پھر بھی یہی کہے کہ نہیں اس عبارت میں سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو صریح گالی ہے یا کم سے کم یہ عبارت تنقیص شان والا کو موہم ہے تو چاہیئے کہ وہ اپنی خوش قسمتی پر روئے کلام کا قصور نہیں اوسکی عقل کی خوبی ہے۔ توضیح البیان ص۱۴ یعنی عبارت حفظ الایمان میں ایسا کو اتنا کے معنی میں لے کر بھی جو شخص یہ کہے کہ اس عبارت میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں صریح گالی ہے یا اس عبارت سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان اقدس میں تنقیص و توہین کا احتمال و وہم ہوتا ہے تو وہ شخص اپنی بدقسمتی پر روئے عبارت حفظ الایمان کا قصور نہیں بلکہ اوس شخص کی عقل و سمجھ کا قصور ہے۔ فقیر نے اوپر وضاحت سے ثابت کر دیا ہے کہ صدر دیوبند کے نزدیک عبارت حفظ الایمان

میں ایسا کے بجائے اتنا ہونے سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین وتنقیص کا احتمال ضروری ہوتا ہے تو مولوی مرتضیٰ حسن صاحب در بھنگی دیوبندی کے اشتہار کے بموجب چاہیئے کہ بیچارہ صدر دیوبند اپنی خوش (بد) قسمتی پر روئے کلام (عبارت حفظ الایمان) کا قصور نہیں اوس (صدر دیوبند) کی عقل کی خوبی (کمی اور سبکی) ہے۔

عبارت حفظ الایمان کی صفائی میں دیوبندی مولویوں کی خانہ جنگی کی دوسری تشکیل

عبارت حفظ الایمان کی صفائی کا دوسرا رخ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب در بھنگی دیوبندی کے قلم سے

اور اگر تکفیر کی تشبیہ علم نبوی بعلم زید وعمرو ہے تو یہ اس پر موقوف ہے کہ لفظ ایسا تشبیہ کے لئے ہو حالانکہ یہ یہاں غلط ہے اور علاوہ غلط ہونے کے محتاج ہے خلاف کلام بلکہ مسخ کلام کا۔ توضیح البیان ص۱۳ عبارت متنازعہ فیہا (یعنی عبارت حفظ الایمان) میں لفظ ایسا بمعنی اسقدر واتنا ہے پھر تشبیہ کیسی توضیح البیان ص۱۷ اسی صفحہ پر ہے۔ نہ اس میں (یعنی عبارت حفظ الایمان میں) تشبیہ ہے نہ توہین اسی رسالہ کے ص۸ پر ہے۔ واضح ہو کہ ایسا لفظ فقط مانند اور مثل ہی کے معنے میں مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اوسکے معنی اسقدر اور اتنے کے بھی آتے ہیں جو اسجگہ متعین ہیں۔ ان عبارات کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ عبارت حفظ الایمان میں ایسا تشبیہ کے لئے لینا غلط ہے تشبیہ کی صورت

میں عبارت حفظ الایمان سرے سے باطل ہے ہاں اگر عبارت حفظ الایمان میں ایسا تشبیہ کے لئے ہو تو بیشک عبارت حفظ الایمان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں توہین ہے اور اس صورت میں مولوی اشرفعلی صاحب کو کافر کہنا صحیح ہے مگر عبارت حفظ الایمان میں تشبیہ نہیں لہذا توہین نہیں۔

عبارت حفظ الایمان کی مذکورہ صفائی پر روشنائی مولوی منظور صاحب دیوبندی کے قلم سے

ایسا تشبیہ کے علاوہ دوسرے معنوں میں بھی مستعمل ہوتا ہے اور حفظ الایمان کی عبارت میں وہ بلا تشبیہ کے اتنا کے مستعمل ہوتی ہے۔ روئداد مناظرہ بریلی مرتبہ وہابیہ دیوبندیہ صہ۲۸ حفظ الایمان کی اس عبارت میں بھی ایسا تشبیہ کے لئے نہیں ہے۔ روئداد مذکورہ صہ۳۴ اگر بالفرض اس عبارت کا وہ مطلب ہو جو مولوی سردار احمد صاحب بیان کر رہے ہیں جب تو ہمارے نزدیک بھی وہ موجب کفر ہے۔ صہ۳۵ روئیداد وہابیہ اس فقیر ناچیز نے مناظرۂ بریلی میں بیان کیا تھا کہ عبارت حفظ الایمان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم شریف کو بچوں پاگلوں جانوروں چارپایوں کے علم سے تشبیہ دی ہے لہذا اس عبارت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں توہین اور گندی گالی ہے۔ مناظرۂ بریلی کی روئداد مرتبہ وہابیہ دیوبند کے صفہ۳۰ پر بھی فقیر کی تقریر میں یہ مضمون درج ہے۔ مولوی منظور صاحب دیوبندی کی عبارت کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ عبارت حفظ الایمان میں ایسا کے معنی اتنا ہے لہذا عبارت

حفظ الایمان میں تشبیہ نہیں ہے۔ ہاں اگر عبارت حفظ الایمان میں تشبیہ ہو تو اس عبارت میں ضرور توہین ہے اور کفر ہے۔

حضرات ناظرین غور سے ملاحظہ فرمایئے مولوی مرتضٰی حسن صاحب دربھنگی دیوبندی اور مولوی منظور صاحب سنبھلی دیوبندی دونوں کا مل کر اتفاقیہ بیان ہے کہ عبارت حفظ الایمان میں تشبیہ نہیں اگر تشبیہ ہو تو اس صورت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین ہوتی ہے۔

ناظم شعبۂ تبلیغ دیوبند مولوی مرتضٰی حسن دربھنگی اور مولوی منظور سنبھلی دیوبندی کی پیش کردہ صفائی غلط ہے صدر دیوبند کے قلم سے

صدر دیوبند نے عبارت حفظ الایمان کی توضیح میں لکھا ہے۔ لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے الشہاب الثاقب ص۱۱۱ کتاب مذکور کے ص۱۱۲ پر ہے۔ ادھر لفظ اتنا نہیں کہا ہے مولوی اشرفعلی نے بلکہ تشبیہ فقط بعضیت میں دے رہے ہیں کتاب مذکور کے ص۱۱۳ پر ہے غرض سیاق عبادت وسباق کلام ہر دونوں بوضاحت دلالت کرتے ہیں کہ نفس بعضیت میں تشبیہ دی جارہی ہے۔ کتاب مذکور کے ص۱۱۵ پر ہے۔ حضرت مولانا تھانوی دامت برکاتہم کا دامن تقدس بالکل پاک وصاف ہے۔ ان عبارات سے نتیجہ یہ نکلا ہوا کہ عبارت حفظ الایمان میں تشبیہ موجود ہے مگر پھر بھی اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین نہیں۔ تھانوی صاحب کی عبارت صاف ہے حضرات ناظرین پہلے دونوں دیوبندی مولویوں کا بیان ہے کہ عبارت حفظ الایمان میں تشبیہ ہو تو اس عبارت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

توہین ہے اب علمائے دیوبند سے سوال ۲۳ ہے کہ صدر دیوبند اور اس مقابل کے دیوبندی فریق میں سے کون حق پر ہے اور کون باطل پر۔ جواب بغیر روو رعایت ہونا چاہیئے۔

دوستی کے پردے میں کھلی دشمنی

صدر دیوبند کا بیان۔ مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی کی عبارت حفظ الایمان میں تشبیہ ہے۔

ناظم شعبۂ تبلیغ دیوبند اور منظور دیوبندی دونوں کا ملکر اتفاقیہ بیان

مولوی اشرفعلی تھانوی کی عبارت حفظ الایمان میں تشبیہ ہو تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں توہین ہے نتیجہ صاف یہ نکلا کہ مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی کی عبارت حفظ الایمان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں توہین ہے اور جو شخص حضور علیہ السلام کی توہین کرے ظاہر ہے وہ اسلام سے خارج ہے لہذا صدر دیوبند اور دیوبندی کے بیانات سے بھی آخر یہی نتیجہ نکلا کہ مولوی اشرفعلی تھانوی اسلام سے خارج ہے۔ اسے کہتے ہیں دوستی کے پردے میں کھلی دشمنی۔

اُردو کے محاورہ سے صدر دیوبند یا منظور دیوبندی کی نادانی ایک دوسرے کی زبانی

میں د مولوی منظور) نے عرض کیا تھا کہ حفظ الایمان کی عبارت میں جیسا کا لفظ

نہیں ہے۔ لہٰذا اوس میں تشبیہ نہیں۔ مناظرہ بریلی کی روئداد مرتبہ وہابیہ دیوبندیہ صد ۳۳۔ اسی روئداد کے صد ۳۴ پر ہے حفظ الایمان کی اس عبارت میں بھی ایسا تشبیہ کے لئے نہیں ہے بلکہ وہ یہاں بدون تشبیہ کے اتنا کے معنی میں ہے نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ عبارت حفظ الایمان میں ایسا تشبیہ کے لئے نہیں اس لئے کہ اس عبارت میں جیسا نہیں ہے۔

اب عبارت حفظ الایمان کی شرح میں صدر دیوبند کی سنئے

لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے۔ الشہاب الثاقب صد ۱۱۱ کتاب مذکور کے صد ۱۳ پر ہے "غرض سیاق عبارت و سیاق کلام ہر دونوں بوضاحت دلالت کرتے ہیں کہ نفس بعضیت میں تشبیہ دی جاتی ہے نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ عبارت حفظ الایمان میں ایسا تشبیہ کے لئے ہے اگرچہ اس عبارت میں لفظ جیسا نہیں ہے یہ دونوں نتیجے آپس میں بالکل مخالف ہیں۔ اب علمائے دیوبند سے سوال نمبر ۴ ہے کہ کس کا نتیجہ صحیح اور کس کا غلط صدر دیوبند اور مولوی منظور دیوبندی دونوں میں سے کون اردو کے محاورہ سے نادان ہے اور کون واقف

اردو کے محاورہ سے صدر دیوبند یا مولوی مرتضیٰ حسن دیوبندی کی نادانی ایک دوسرے کی زبانی

صدر دیوبند (عبارت حفظ الایمان میں) لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ ہے۔ الشہاب الثاقب صد ۱۱۱ ناظم شعبۂ تبلیغ دیوبند۔ عبارت حفظ الایمان میں ایسا کو تشبیہ کے لئے لینا غلط ہے اس لئے کہ اس صورت عبارت حفظ الایمان

میں ایک اور کلام محذوف ماننا پڑے گا بلکہ تشبیہ کی صورت میں عبارت حفظ الایمان کا مطلب ہی خبط اور باطل ہو جائے گا ملاحظہ ہو توضیح البیان اور سکے صد ۱۳ پر ہے اور اگر وجہ تکفیر کی تشبیہ علم نبوی بعلم زید و عمر ہے تو یہ اس پر موقوف ہے کہ لفظ ایسا تشبیہ کے لئے ہو حالانکہ یہ یہاں غلط ہے اور علاوہ غلط ہونے کے محتاج ہے حذف کلام بلکہ مسخ کلام کا۔

سوال نمبر ۵۔ کیا فرماتے ہیں علماء دیوبند اس مسئلہ میں کہ صدر دیوبند اور ناظم شعبہ تبلیغ دیوبند میں سے کون اردو کے محاورہ سے ناواقف ہے اور کون واقف

عبارت حفظ الایمان میں دیوبندیوں کی خانہ جنگی کی تیسری تشکیل

عبارت حفظ الایمان کی صفائی کا تیسرا رخ مولوی عبدالشکور لکھنوی دیوبندی ایڈیٹر النجم کے قلم سے

مولوی عبدالشکور لکھنوی دیوبندی نے مباحثہ مونگیر میں حفظ الایمان کی عبارت کی شرح میں بیان کیا کہ جس صفت کو ہم مانتے ہیں اسکو رذیل چیز سے تشبیہ دینا یقیناً توہین ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا میں صفت علم غیب ہم نہیں مانتے اور جو مانے اسکو منع کرتے ہیں۔ لہذا علم غیب کی کسی شق کو رذیل چیز میں بیان کرنا ہرگز توہین نہیں ہو سکتی۔ ملاحظہ ہو مباحثہ مونگیر کی روئداد مرتبہ وہابیہ دیوبند مسماۃ نصرت آسمانی صہ ۲۷ یعنی مولوی اشرفعلی صاحب تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے علم غیب مانتے ہی نہیں بلکہ جو شخص حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے علم غیب مانے اسکو منع کرتے ہیں ہاں اگر مولوی اشرفعلی صاحب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے

لئے علم غیب مانتے تو یقیناً عبارت حفظ الایمان میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں توہین ہوتی۔

ایڈیٹر النجم دیوبندی کی پیش کردہ صفائی پر پہلا وار ناظم شعبۂ تبلیغ دیوبند کے قلم سے

عبارت حفظ الایمان کی شرح توضیح البیان کے ص۱۳ پر ہے۔ بیان بالا سے یہ ثابت ہوگیا کہ سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو جو علم غیب حاصل ہے نہ اوس میں گفتگو ہے نہ یہاں ہوسکتی ہے۔ اسی رسالہ کے صفحہ ۹ پر ہے حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو علم غیب باعطائے الٰہی حاصل ہے۔ یعنی مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیئے علم غیب مانتے ہیں۔

ایڈیٹر النجم دیوبندی کی پیش کردہ صفائی پر دوسرا وار صدر دیوبند کے قلم سے

عبارت حفظ الایمان کی شرح میں صدر دیوبند نے اپنی کتاب الشہاب الثاقب کے صفحہ ۱۱۴ پر لکھا ہے۔ غرض کہ لفظ عالم الغیب کے معنی میں دو شقیں فرمائی ہیں اور ایک شق کو سب میں موجود مانتے ہیں یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ جو علم غیب رسول علیہ السلام کو حاصل تھا وہ سب میں موجود ہے بلکہ اوس معنی کو سب میں موجود مانتے ہیں۔ اھ یعنی مولوی اشرفعلی صاحب نے عالم الغیب کے معنی میں دو صورتیں بیان کی ہیں پہلی صورت کل علم غیب اور دوسری صورت بعض علم غیب دوسرے معنی یعنی بعض علم غیب کو مولوی

اشرفعلی صاحب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور باقی سب چیزوں میں موجود مانتے ہیں۔

ایڈیٹر النجم دیوبندی کی پیش کردہ صفائی پر تبسیر اور ایڈیٹر صاحب کے خاص شاگرد مولوی منظور دیوبندی کے قلم سے

تمام کائنات حتی کہ نباتات وجمادات کو بھی مطلق بعض غیوب کا علم حاصل ہے اور یہی حفظ الایمان کی عبارت کا پہلا اہم جزو ہے۔ مناظرہ بریلی کی روئداد مرتبہ وہابیہ دیوبندیہ صد ۸۱ اسی روئداد کے صد ۸۹ پر ہے حفظ الایمان کی عبارت میں توہین کا شائبہ بھی نہیں اور اسمیں زید وعمر اور صبیاں و مجانین اور حیوانات وبہائم۔ کے لئے مطلق بعض غیب کا علم تسلیم کیا گیا ہے نہ کہ وہ علم جو واقع میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ ان دونوں عبارتوں سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مولوی اشرفعلی صاحب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بلکہ سب چیزوں کے لئے علم غیب مانتے ہیں

دیوبندی مولویوں کی اپنے پیشوا اشرفعلی تھانوی کے ساتھ دوستی کے پردہ میں دشمنی

مولوی عبدالشکور لکھنوی دیوبندی کے بیان کا حاصل یہ ہے کہ اگر مولوی اشرفعلی صاحب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم غیب مانتے تو عبارت حفظ الایمان میں یقیناً توہین ہوتی۔ صدر دیوبند وناظم شعبۂ تبلیغ

دیوبند و مولوی منظور دیوبندی سب کے بیان کا حاصل یہ ہے کہ مولوی اشرفعلی صاحب تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے علم غیب مانتے ہیں۔ نتیجہ صاف یہ نکلا کہ عبارت حفظ الایمان میں یقیناً توہین ہے۔ اس لئے کہ وضع مقدم سے نتیجہ وضع تالی نکلتا ہے کما لایخفیٰ۔ حضرات ناظرین۔ ملاحظہ کیجئے علمائے دیوبند ہی کے بیانات سے صاف یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ مولوی اشرفعلی نے عبارت حفظ الایمان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں توہین کی ہے اور اسمیں شک نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں کرنے والا خارج از اسلام کافر و مرتد و بد دین ہے دیکھا اسے کہتے ہیں دوستی کے پردے میں دشمنی دیوبندیو اب تو توبہ کرو اور ایمان لاؤ۔ سوال نمبر ۶ کیا فرماتے ہیں علمائے دیوبند اس مسئلہ میں کہ ایک دیوبند کا فریق یہ کہتا ہے کہ مولوی اشرفعلی تھانوی تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے علم غیب نہیں مانتے بلکہ جو مانے اوسکو منع کرتے ہیں اور دیوبند کا دوسرا فریق جسمیں صدر دیوبند اور ناظم شعبۂ تبلیغ دیوبند بھی داخل ہیں، یہ بیان کرتا ہے کہ مولوی اشرفعلی تھانوی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم غیب مانتے ہیں ان دونوں فریق میں سے کون حق پر ہے اور کون باطل پر۔ کون سچا ہے اور کون جھوٹا۔ بینوا توجروا۔

جھوٹے کی پہچان۔ مان نہ مان میں تیرا مہمان

مولوی اشرفعلی تھانوی کا خود بیان۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اسمیں حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی (بچے)، و مجنون (پاگل)، بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (جانوروں چوپایوں)

کے لیئے بھی حاصل ہے۔ دیکھئے مولوی اشرفعلی تھانوی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بعض علم غیب مانتے ہیں اور پھر حضور کے علم غیب کو بچوں پاگلوں جانوروں چارپایوں کے علم سے تشبیہ دیتے ہیں والعیاذ باللہ من ذلک ادھر مولوی عبدالشکور لکھنوی دیوبندی کی چال دیکھئے عبارت حفظ الایمان کی تاویل میں بیان کرتے ہیں کہ جس صفت کو ہم مانتے اسکو رذیل چیز سے تشبیہ دینا یقیناً توہین ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا میں صفت علم غیب ہم (مولوی اشرفعلی و دیگر دیوبندی) نہیں مانتے اور جو مانے اوسکو منع کرتے ہیں لہذا علم غیب کی کسی شق کو رذیل چیز میں بیان کرنا ہرگز توہین نہیں ہوسکتی۔ نصرت آسمانی ص ۲۷۔ حضرات ناظرین۔ للہ انصاف۔ مولوی اشرفعلی تو خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم غیب مانکر حضور کے علم شریف کو بچوں پاگلوں جانوروں چارپایوں کے علم سے تشبیہ دے۔ والعیاذ باللہ اور مولوی اشرفعلی کے مذہبی ٹھیکیدار مولوی عبدالشکور لکھنوی دیوبندی انصاف کا خون کرکے زبردستی مولوی اشرفعلی کی عبارت کی یہ تاویل گڑھے کہ مولوی اشرفعلی تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے علم غیب مانتے ہی نہیں بلکہ جو ماننے اوس کو منع کرتے ہیں۔ ہاں اگر مولوی اشرفعلی تھانوی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم غیب مان کر بچوں پاگلوں جانوروں چارپایوں کے علم سے تشبیہ دیتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین ہوتی اس ناچیز کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ جب مولوی اشرفعلی تھانوی خود ایک بات کو تسلیم کر رہا ہے تو ایڈیٹر النجم دیوبندی کیوں خواہ مخواہ زبردستی اپنے پیشوا تھانوی کے اقرار کو انکار اور تسلیم کو عدم تسلیم سے بدل رہا ہے یہی ہے جھوٹے کی پہچان۔ ہاں نہ ماننے میں تیرا بھلا معلوم ہوتا ہے کہ اسمیں بھی کوئی راز ہے

کہ دوستی کے پردے میں دشمنی کا ساز ہے۔ یعنی لکھنوی صاحب اپنے پیشوا تھانوی صاحب کو ڈھیل دے رہا ہے اور زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ اے تھانوی جی تم جو چاہو کہہ جاؤ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں توہین کرو ہم تمہارے دیوبندی چیلے جب تک موجود رہیں گے کسی نہ کسی طرح آپ کی باتوں کی تاویلیں گھڑتے رہیں گے خواہ آپ کی مخالفت ہو یا موافقت دیوبندیو اب تو توبہ کرو اور ایمان لاؤ۔

مولوی منظور دیوبندی سنبھلی کی عمر بھر کی کمائی اور انکے تحریری اقرار نے اکدم خاک میں ملائی

مولوی منظور صاحب نے اپنے ماہواری رسالہ میں مناظرہ بریلی کی روئداد بھی شائع کی ہے اور اس روئداد کے ص ۳۲ پر لکھا ہے حفظ الایمان کی اس عبارت میں بھی ایسا تشبیہ کے لئے نہیں ہے بلکہ وہ یہاں بدوں تشبیہ کے اتنا کے معنی میں ہے۔" اس عبارت پر اوسی صفحہ میں یہ حاشیہ لکھا ہے واضح رہے کہ لفظ ایسا کی طرح لفظ اتنا بھی کبھی تشبیہ کے لئے آتا ہے۔ اور کبھی بلاتشبیہ کے صرف مقدار کے لئے مثلاً کہتے ہیں۔ زید اتنا مالدار ہے جتنا عمرو۔ اس مثال میں اتنا تشبیہ کے لئے ہے اور کہا جاتا زید اتنا مالدار ہے جس کی حد نہیں۔ یہاں لفظ اتنا تشبیہ کے لئے نہیں ہے بلکہ مقدار کے لئے ہے ناظرین ہمارے اس نوٹ کو یاد رکھیں۔ ناظرین کی خدمت میں فقیر عرض کرتا ہے کہ مولوی منظور صاحب نے عبارت حفظ الایمان میں ایسا کو اتنا کے معنی میں بتایا اور یہ اس لئے کہ مولوی منظور صاحب کے نزدیک

اگر عبارت حفظ الایمان میں ایسا تشبیہ کے لئے ہو تو اس عبارت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں توہین ہے اور یہ عبارت موجب کفر ہے حاشیۂ مذکورہ سے ظاہر ہے کہ مولوی منظور صاحب اپنے گمان میں تشبیہ سے بچنے کے لئے اگرچہ ایسا کے معنے اتنا کے بیان کیے ہیں مگر پھر بھی عبارت حفظ الایمان میں تشبیہ کے معنی مولوی منظور صاحب کے نزدیک برقرار ہیں۔ اس لئے کہ اتنا کے معنی تشبیہ کے آتے ہیں اور عبارت حفظ الایمان میں اتنا کے استعمال کی وہی صورت ہے جس میں اتنا تشبیہ کے لئے ہوتا ہے اسکی تفصیل یہ ہے کہ مولوی منظور صاحب نے اتنا کے دو معنی تسلیم کئے ہیں پہلے معنی مقدار ہیں تشبیہ کے لئے دوسرے معنی صرف مقدار کے لئے پہلے معنی کی مثال یہ دی ہے کہ زید اتنا مالدار ہے جتنا عمرو۔ دوسرے معنی کی مثال یہ دی ہے کہ زید اتنا مالدار ہے جس کی حد نہیں۔ اب عبارت حفظ الایمان اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اسمیں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا (اتنا) علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ کیطرف توجہ کیجئے۔ یہ عبارت بلاشبہ "زید اتنا مالدار ہے جتنا عمرو" کی نظیر ہے جیسے اس مثال میں تشبیہ ہے اور مولوی منظور صاحب کو مسلم ہے اسی طرح حفظ الایمان میں بھی ایسا کو اگرچہ اتنا کے معنی میں لیا جائے بلاشبہ اس عبارت میں تشبیہ موجود ہے۔ اگر کوئی دیوبندی اردو کے محاورہ سے ناواقف اعتراض کرے کہ اس مثال لفظ جتنا ہے لہذا اسمیں اتنا تشبیہ کے لئے ہے اور عبارت حفظ الایمان میں لفظ جتنا نہیں لہذا اسمیں ایسا بمعنی اتنا تشبیہ کے لئے نہیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ اس مثال یعنی زید اتنا مالدار ہے جتنا عمرو کے مضمون کو اگر یوں ادا کیا جائے کہ بعض مال میں زید کی کیا

تخصیص ہے اتنا مال تو عمرو کے لئے بھی حاصل ہے۔ تو اہل زبان پر مخفی نہیں
کہ اس عبارت میں اور پہلی عبارت میں معنی کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں
جو معنی پہلی عبارت کے ہیں وہی معنی اس عبارت کے ہیں اگرچہ پہلی عبارت
جو مولوی منظور صاحب نے مثال میں پیش کی ہے اس میں لفظ جتنا ہے
اور دوسری عبارت میں بھی تشبیہ ہے اسیطرح عبارت حفظ الایمان میں
ایسا بمعنی اتنا بھی تشبیہ کے لئے ہے جسطرح اس ناپاک گندی عبارت کہ
حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو اتنا علم غیب ہے جتنا زید و عمرو بلکہ بچوں پاگلوں
جانوروں چار پایوں کے لئے حاصل ہے میں صریح توہین اور کھلی گستاخی
ہے۔ اسی طرح عبارت حفظ الایمان کہ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں
حضور کی کیا تخصیص ایسا (بمعنی اتنا) علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ
جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے" میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام
کی شان ارفع واعلیٰ میں بھی صریح توہین اور کھلی گستاخی ہے ان دونوں ناپاک
عبارتوں کا مضمون ایک ہی ہے اگرچہ پہلی عبارت میں اتنا کے ساتھ جتنا
بھی ہے اور دوسری عبارت میں اتنا کے ساتھ جتنا نہیں جیسے پہلی ناپاک
عبارت میں اتنا تشبیہ کے لئے ہے ایسے ہی حفظ الایمان کی ناپاک گندی
گھنونی عبارت میں بھی ایسا بمعنی اتنا تشبیہ کے لئے ہے۔ صدر دیوبند نے
عبارت حفظ الایمان میں ایسا کو تشبیہ کے لئے بتایا مولوی منظور نے جب
دیکھا کہ ایسا کو تشبیہ کے لئے ماننے کی صورت میں عبارت حفظ الایمان سے
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں صریح توہین نکلتی ہے تو براہ
مکاری یہ چال اختیار کی کہ عبارت حفظ الایمان میں ایسا تشبیہ کے لئے
نہیں ہے بلکہ ایسا اس عبارت میں اتنا کے معنی میں ہے۔ پھر اس پر حاشیہ

یہ جڑ دیا کہ اتنا کے دو معنی ہیں تشبیہ اور غیر تشبیہ اور یہ نہ سوچا کہ عبارت حفظ الایمان میں ایسا اگرچہ اتنا کے معنی میں ہو جب بھی اوسکے معنی تشبیہ کے رہتے ہیں۔ اور مولوی منظور نے حاشیہ میں دو مثالیں دے کر بالکل واضح کر دیا کہ بیشک عبارت حفظ الایمان میں تشبیہ ہے۔ مولوی منظور صاحب نے اتنا کے غیر تشبیہ ہونے کے لئے یہ مثال دی کہ زید اتنا مالدار ہے کہ جس کی حد نہیں اگر عبارت حفظ الایمان یوں ہوتی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اتنا علم غیب حاصل ہے جس کی حد نہیں" تو اس وقت اس میں تشبیہ نہ ہوتی مگر عبارت حفظ الایمان میں یوں نہیں بلکہ وہ یوں ہے اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اسمیں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا (اتنا) علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے یہ عبارت مولوی منظور کی اس مثال کہ زید اتنا مالدار ہے جتنا عمرو کی نظیر ہے۔ اس میں تشبیہ موجود ہے۔ لہذا عبارت حفظ الایمان میں بھی تشبیہ موجود ہے۔ دیکھئے مولوی منظور صاحب نے جس بات کا انکار کیا اسی کا اقرار انہیں کی زبانی ثابت ہو گیا۔ ؎ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری روئداد وہابیہ کے اس حاشیہ کی آخری عبارت یہ ہے ناظرین ہمارے اس نوٹ کو یاد رکھیں۔ فقیر کہتا ہے کہ بیشک یہ نوٹ سنیوں کے لئے قیمتی ہے۔ بیشک یہ نوٹ یاد رکھنے کا ہے۔ یہی وہ نوٹ ہے جس نے مولوی منظور کی عمر بھر کی کمائی اکدم خاک میں ملائی ہے۔

نوٹ۔ حفظ الایمان کی ناپاک عبارت میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان اقدس میں اسقدر زیادہ توہین ہے کہ اوسمیں کوئی صحیح تاویل نہیں بنتی۔ دیوبندی مولوی جو تاویل کرتے ہیں دیوبندیوں کو اقرار ہے اس تاویل

میں بھی عبارت حفظ الایمان میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان اقدس میں توہین رہتی ہے۔ دیوبندیو اب تو توبہ کرو۔ اب تو ایمان لاؤ۔

عبارت حفظ الایمان کے متعلق دیوبندی مولویوں کے نام کھلے خطوط

پہلا خط بنام جناب مولوی حسین احمد صاحب دیوبندی ولائی وکالت مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی

سلام مسنون۔ آپ کے پیشوا مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی نے اپنے رسالہ حفظ الایمان میں ایک ناپاک عبارت لکھ کر حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں صریح توہین اور کھلی گستاخی کی ہے وہ عبارت یہ ہے۔

"آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔" (حفظ الایمان ص۸)

آپ نے اپنی کتاب "الشہاب الثاقب" میں عبارت مذکورہ کی صفائی میں بیان کیا ہے کہ ایسا اس عبارت میں تشبیہ کے لئے ہے۔ اس عبارت میں ایسا کے بجائے اگر اتنا ہوتا تو ضرور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کا معاذ اللہ احتمال ہوتا۔ اور آپ کے پیشوا تھانوی صاحب کی وکالت کے

دوسرے مدعی مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دربھنگی ناظم شعبہ تبلیغ دیوبند نے آپ کی کملی مخالفت کی ہے اور اسی عبارت کی صفائی میں اپنے رسالہ توضیح البیان میں بیان کیا ہے کہ ایسا اس عبارت میں تشبیہ کے لئے لینا غلط ہے بلکہ ایسا معنی میں اس قدر اور اتنا کے ہے ملاحظہ ہو توضیح البیان کے صد۱۳ پر ہے۔

"اور اگر وجہ تکفیر کی تشبیہ علم نبوی بعلم زید و عمر ہے تو یہ اس پر موقوف ہے کہ لفظ ایسا تشبیہ کے لئے ہو حالانکہ یہ یہاں غلط ہے اور علاوہ غلط ہونے کے محتاج ہے حذف کلام بلکہ مسخ کلام کا۔

اور اسی رسالہ کے صد۱۰ پر ہے۔

عبارت متنازعہ فیہا (یعنی عبارت حفظ الایمان) میں لفظ ایسا بمعنی اسقدر و اتنا ہے تو پھر تشبیہ کیسی"

اور اسی صفحہ ۱۰ پر ہے۔

نہ اس (یعنی عبارت حفظ الایمان) میں تشبیہ ہے نہ توہین"

اور اسی رسالہ کے صفحہ ۸ پر ہے۔

واضح ہو کہ ایسا کا لفظ فقط مانند اور مثل ہی کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنی اسقدر اور اتنے کے بھی آتے ہیں جو اس جگہ متعین ہیں"

اور تھانوی صاحب کی وکالت کے تیسرے مدعی مولوی منظور سنبھلی دیوبندی صاحب نے بھی امسال مناظرہ بریلی میں آپ کی بات کو غلط ٹھہرایا اور بیان کیا کہ حفظ الایمان کی اس عبارت میں بھی ایسا تشبیہ کے لئے نہیں ہے بلکہ وہ یہاں بدون تشبیہ کے اتنا کے معنی میں ہے۔ ملاحظہ ہو مناظرہ بریلی کی روئداد مرتبہ وہابیہ دیوبندیہ مسماۃ فتح بریلی کا دلکش نظارہ صد۳۴ اسی روئداد

کے صفحہ ۵۳ پر ہے کہ حفظ الایمان کی عبارت میں وہ (یعنی ایسا) تشبیہ کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ مولوی منظور صاحب سنبھلی دیوبندی نے مناظرہ میں علانیہ بیان کیا تھا کہ اگر حفظ الایمان کی عبارت میں ایسا تشبیہ کے لئے ہو تو کفر ہے آپ ایسا کو تشبیہ کے لئے لے رہے ہیں اور اتنا کا رد کر رہے ہیں اور آپ کے دوسرے دونوں ساتھی دیوبندی ایسا کو اتنا کے معنی میں لے رہے ہیں اور تشبیہ کو غلط بلکہ کفر بتا رہے ہیں۔ آپ بظاہر قرآن پاک پر ایمان رکھنے کے مدعی ہیں۔ لہذا قرآن کریم کا فرمان واجب الاذعان لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ (یعنی شرعی حکم ضرور لوگوں سے بیان کرنا اور ہرگز نہ چھپانا) کو یاد کرکے سچ سچ بتا دیجئے کہ آپ اور مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دربھنگی دیوبندی اور مولوی منظور صاحب سنبھلی دیوبندی میں سے کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔ کون حق پر اور کون باطل پر ہے اور آپ کے دونوں ساتھیوں دیوبندیوں نے حفظ الایمان کی عبارت میں جو ایسا کے معنی اتنا اور اس قدر کے بیان کئے ہیں اس معنی کی بنا پر آپ کے نزدیک آپ کے اقرار سے مولوی اشرفعلی صاحب نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان اقدس میں توہین کی یا نہ۔ انصاف سے سچ سچ بتانا۔ یہ کوئی آپ کا اور میرا دنیوی معاملہ نہیں۔ بلکہ حضور اقدس سرور دو عالم نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا معاملہ ہے لہذا آپ تعصب و عداوت کو دور کرکے اس مکتوب کا انصاف سے جواب ارسال کریں وما علینا الا البلاغ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ۔

(نوٹ)، آپ نے عبارت حفظ الایمان میں تشبیہ کے معنی مراد لئے ہیں اور مولوی منظور سنبھلی دیوبندی نے عبارت مذکورہ میں تشبیہ مراد لینے والے کو عقل کا دشمن لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو دیوبندی سنبھلی صاحب کی سیف یمانی

اس کے صـ۶۴ پر ہے "ان عقل کے دشمنوں (یعنی تشبیہ مراد لینے والوں) کے نزدیک البطال تشبیہ کا نام ہی تشبیہ ہے" اب آپ فرمان مذکور کو مدنظر رکھ کر صحیح بتایئے کہ آپ کے سمبھلی صاحب نے جو آپ کو عقل کا دشمن لکھا ہے۔ یہ صحیح ہے یا غلط۔

فقیر سردار احمد غفرلہ گورداسپوری خادم جمعیۃ خدام الرضا محلہ سوداگراں بیلی شریف انڈریال گڈھ ضلع گورداسپور پنجاب ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ

دوسرا خط بنام جناب مولوی مرتضیٰ حسن صاحب در بھنگی دیوبندی ناظم شعبہ تبلیغ

دیوبند و مدعی وکالت مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی

سلام مسنون۔ آپ کے پیشوا مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی نے حفظ الایمان کی جس ناپاک عبارت میں حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں صریح توہین اور کھلی گستاخی کی ہے وہ عبارت یہ ہے۔

آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے" حفظ الایمان صـ۹

آپ نے اس عبارت کی صفائی میں اپنے رسالہ توضیح البیان میں دو باتیں بیان کی ہیں۔ ایک یہ کہ اس عبارت میں ایسا کے معنے اتنا اور اس قدر معین ہیں اور ایسا کے معنی تشبیہ کے نہیں ہیں۔ اور آپ کے تھانوی صاحب کے دوسرے مدعی وکالت مولوی حسین احمد صاحب دیوبندی صدر دیوبند نے اس بارے

میں آپ کی بالکل مخالفت کی ہے۔ اور بیان کیا ہے کہ عبارت حفظ الایمان میں ایسا تشبیہ کے لئے ہے ایسا معنی میں اتنا کے نہیں ہے اور بیان کیا ہے کہ اگر عبارت حفظ الایمان ایسا کے بجائے اتنا ہوتا تو عبارت حفظ الایمان میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین کا احتمال معاذ اللہ ضرور ہوتا۔ ملاحظہ ہو صدر دیوبند کی کتاب الشہاب الثاقب اس کے صلا پر ہے

"جناب یہ تو ملاحظہ کیجیے کہ حضرت مولانا (اشرفعلی تھانوی) عبارت میں لفظ ایسا فرمارہے ہیں لفظ اتنا تو نہیں فرمارہے ہیں۔ اگر لفظ اتنا ہوتا تو اسوقت، انتھ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں (جانوروں، چارپایوں بچوں، پاگلوں) کے علم کے برابر کر دیا۔ اسی کتاب کی عبارت مذکورہ کے بعد ہی دوسری سطر میں ہے۔ "لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے" اسی کتاب کے صفحہ ۱۱۲ پر ہے "ادھر لفظ اتنا نہیں کہا بلکہ تشبیہ فقط بعضیت میں دے رہے ہیں۔ اور دوسری بات آپ نے یہ بیان کی ہے کہ مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی تو حضور اقدس سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب تسلیم کرتے ہیں اور آپ کے تھانوی صاحب کے تیسرے مدعی وکالت مولوی عبدالشکور صاحب دیوبندی لکھنوی نے آپ کی اس بات کا کھلا ہوا رد کیا ہے اور مباحثہ مونگیر میں بیان کیا کہ

"جس صفت کو ہم مانتے ہیں اس کو ذلیل چیز سے تشبیہ دینا یقیناً توہین ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا میں صفت علم غیب ہم (یعنی میں اور مولوی اشرفعلی تھانوی اور دیگر دیوبندی) نہیں مانتے اور جو مانے اسکو منع کرتے ہیں لہذا (حفظ الایمان میں) علم غیب کی کسی شق کو ذلیل چیز (یعنی جانور چارپایہ پاگل) میں بیان کرنا ہرگز توہین نہیں ہو سکتی" ملاحظہ ہو مناظرہ مونگیر کی روئداد مرتبہ وہابیہ

دیوبندیہ مسماۃ نصرت آسمانی ص۲۷

آپ قرآن پاک پر بظاہر ایمان رکھنے کے مدعی ہیں لہذا آپ قرآن کریم کے فرمان، واجب الاذعان لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ (یعنی شرعی حکم ضرور ضرور لوگوں سے بیان کرنا اور ہرگز نہ چھپانا) کو یاد کرکے سچ سچ بتا دیجئے کہ آپ اور مولوی عبدالشکور صاحب لکھنوی دیوبندی اور صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب دیوبندی میں سے کون حق پہ ہے اور کون باطل پہ۔ کون سچا ہے اور کون جھوٹا۔ اور صدر دیوبند نے جو عبارت حفظ الایمان میں ایسا کو تشبیہ کے لئے بتایا ہے اس معنی کی بنا پر آپ کے اقرار سے مولوی اشرفعلی صاحب نے عبارت حفظ الایمان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں توہین کی یا نہ۔ انصاف سے کہنا میرا اور آپ کا کوئی دنیوی معاملہ نہیں ہے بلکہ حضور اقدس سرور دو عالم نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا معاملہ ہے لہذا آپ تعصب و بغض و عداوت کو دور کرکے اس مکتوب کا انصاف سے جواب ارسال کریں۔ وما علینا الا البلاغ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ۔

فقیر سردار احمد غفرلہ گورداسپوری خادم جمعیۃ خدام الرضا اہلسنت والجماعت
محلہ سوداگراں بریلی شریف از قصبہ دیال گڈھ ضلع گورداسپور پنجاب
۲ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ

تیسرا خط بنام جناب مولوی عبدالشکور صاحب دیوبندی لکھنوی ایڈیٹر النجم و مدعی وکالت مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی

سلام مسنون۔ آپ کے پیشوا مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی نے اپنے

رسالہ حفظ الایمان میں ایک ناپاک عبارت

پھر یہ کہ آپ ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔

لکھ کر حضور اقدس سرور دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں صریح توہین اور کھلی گستاخی کی ہے۔ آپ نے اس ناپاک عبارت کی صفائی میں مناظرہ مونگیر میں بیان کیا کہ مولوی اشرفعلی صاحب تو حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے علم غیب نہیں مانتے بلکہ جو مانے اسکو منع کرتے ہیں۔ ہاں اگر مولوی اشرف علی صاحب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم غیب مانتے اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کو کو بچوں اور پاگلوں جانوروں یا چار پایوں کے علم سے تشبیہ دیتے تو البتہ حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام کی شان اقدس میں توہین ہوتی اور آپ کے پیشوا تھانوی صاحب کے مدعیان وکالت مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی، دیوبندی ناظم شعبہ تبلیغ دیوبند اور مولوی حسین احمد صاحب دیوبندی صدر دیوبند اور مولوی منظور صاحب سنبھلی دیوبندی نے اس بارے میں آپ کی کھلی مخالفت کی ہے اور بیان کیا ہے۔ کہ مولوی اشرف علی صاحب کے نزدیک حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو علم غیب حاصل ہے۔ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دربھنگی دیوبندی نے عبارت حفظ الایمان کی شرح توضیح البیان کے صد ۱۳ پر لکھا ہے

بیان بالا سے یہ ثابت ہو گیا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو علم غیب حاصل

ہے نہ اس میں گفتگو ہے نہ یہاں ہو سکتی ہے اور مولوی منظور صاحب سنبھلی دیوبندی نے مناظرہ بریلی میں بیان کیا کہ تمام کائنات حتیٰ کہ نباتات و جمادات کو بھی مطلق بعض غیوب کا علم حاصل ہے اور یہی حفظ الایمان کی عبارت کا پہلا اہم جزو ہے" ملاحظہ ہو مناظرہ بریلی کی روئداد وہابیہ مسماۃ فتح بریلی کا دلکش نظارہ صـ۸۱ اور مولوی حسین احمد صاحب دیوبندی، صدر دیوبند نے اپنی کتاب الشہاب الثاقب کے صـ۱۱۴ پر لکھا ہے۔

غرضیکہ لفظ "عالم الغیب" کے معنی میں دو شقیں فرماتے ہیں۔ اور ایک شق کو سب میں موجود مانتے ہیں (مولوی اشرف علی صاحب) یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ جو علم غیب رسول اللہ علیہ السلام کو حاصل تھا وہ سب میں موجود ہے۔ بلکہ اس معنی (بعض علم غیب) کو سب میں موجود مانتے ہیں"

آپ نے بیان کیا کہ مولوی اشرف علی صاحب حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے علم غیب مانتے نہیں آپ کے باقی تینوں ساتھی بیان کر رہے ہیں کہ مولوی اشرفعلی صاحب مانتے ہیں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے علم غیب حاصل ہے۔ آپ بظاہر قرآن پاک پر ایمان رکھنے کے مدعی ہیں لہذا آپ قرآن کے فرمان واجب الاذعان لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ (یعنی شرعی حکم ضرور ضرور لوگوں سے بیان کرنا اور ہرگز نہ چھپانا) کو یاد کر کے صاف صاف بتلائیے آپ اور آپ کے باقی تینوں ساتھی دیوبندیوں میں سے کون حق پر ہے اور کون باطل پر ہے کون سچا ہے اور کون جھوٹا۔ نیز صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب حفظ الایمان کی عبارت مذکورہ میں تشبیہ بتا رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو صدر دیوبند کی کتاب "الشہاب الثاقب" اس کے صـ۱۱۱ پر ہے لفظ ایسا

توکلمۂ تشبیہ کا ہے" اور صدر دیوبند یہ بھی بتا رہے ہیں کہ مولوی اشرفعلی صاحب حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے بعض علم غیب مانتے ہیں اور آپ نے مناظرہ مونگیر میں علانیہ بیان کیا کہ جس صفت کو ہم مانتے ہیں اسکو رذیل چیز سے تشبیہ دینا یقیناً توہین ہے" ملاحظہ ہو مناظرۂ مونگیر کی روئداد مرتبہ وہابیہ دیوبندیہ مسماۃ نصرت آسمانی ص۲۷

اب آپ فرمان مذکور کو یاد کر کے سچ سچ بتائیے کہ حفظ الایمان کی ناپاک عبارت کا جو مطلب صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب نے بیان کیا ہے اس کی بنا پر آپ کے نزدیک مولوی اشرفعلی تھانوی نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان اقدس میں توہین کی یا نہیں۔ کہو اور انصاف سے کہو کی اور ضرور کی۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ میرا اور آپ کا کوئی دنیوی معاملہ نہیں بلکہ حضور اقدس سرور عالم نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی عزت کا معاملہ ہے۔ بغض و عناد دور کر کے انصاف کے ساتھ اس مکتوب کا جواب ارسال کریں وما علینا الا البلاغ

فقیر محمد سردار احمد غفرلہ الاحد گورداسپوری

از قصبہ دیال گڑھ ضلع گورداسپور پنجاب

قطعی سچا فیصلہ

چوتھا خط بنام جناب مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی دیوبندی مصنف حفظ الایمان

السلام علی من اتبع الہدیٰ۔

جناب تھانوی صاحب آپ نے اپنی حفظ الایمان میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان اقدس میں یہ ناپاک عبارت "پھر یہ کہ آپ ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی (بچہ) مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (جانوروں، چارپایوں) کے لئے بھی حاصل ہے۔ لکھ کر دنیا بھر کے مسلمانوں کو بے چین کر دیا ہے۔ علماء حرمین شریفین و مشائخ عرب و عجم نے آپ کی اس ناپاک عبارت کو صریح کفر بتایا اور اس کی بنا پر آپ پر حکم کفر لگایا آپ اپنی بسط البیان میں اس ناپاک عبارت کی تاویل کرنے بیٹھے تو آپ نے اسمیں اپنے کفر پر خود رجسٹری کرادی اور اپنے خارج از اسلام ہونے کی قبولیت لکھدی۔ آپ کے اس اقرار کے بعد امام اہلسنت اعلحضرت مجدد بریلوی قدس سرہ نے آپ کو حق کیطرف توجہ دلائی۔ اور ایمانی معاہدہ کی طرف دعوت دی۔ مگر آپ نے حق سے منہ موڑ کر اپنے منہ پر مہر سکوت لگائی اور اپنے عجز پر اپنے ہاتھوں رجسٹری کرادی۔ آپ اپنے اقرار کفر پر اقرار کرنے سے ساکت ہیں۔ مگر آپ کے خاص دیوبندی چیلے جو آپ کی وکالت کے مدعی ہیں یعنی صدر دیوبند و ناظم شعبۂ تبلیغ دیوبند و مولوی منظور سنبھلی و مولوی عبد الشکور لکھنوی ایڈیٹر النجم یہ سب کے سب مل کر آپ پر کفر فتویٰ لگا رہے ہیں۔ اور آپ کو اسلام سے خارج بنا رہے ہیں اپنے رسائل و کتابوں میں اسکی اشاعت کر رہے ہیں۔ دیوبندی دنیا میں آپ کا بھرم بنا تھا اور وہابیت کے بازار میں آپ کا رستہ کھلا تھا۔ مگر آپ کے خاص ان دیوبندی چیلوں نے آپ کی مہر سکوت کے پرچے کھول دیئے اور آپ کو اسلام سے خارج ہونے کے بول مل

کر صاف بول دیئے۔ اب آپ کے سکوت کی تمام گلیاں بند ہوگئیں۔ آپ کے دیوبندی چیلوں نے آپ کے بھاگنے کے تمام راستے مسدود کر دیئے آپ کی عبارت کی جو تاویلیں کرتے ہیں وہ سب دیوبندی آپس میں ایک دوسرے کی تاویل کو غلط ٹھہراتے ہیں۔

صدر دیوبند آپ کی عبارت میں ایسا کو تشبیہ کے لئے بتارہے ہیں اور ناظم شعبہ تبلیغ دیوبند اور مولوی منظور سنبھلی اسکا رد کر رہے ہیں اور صدر دیوبند کا قول صراحۃً غلط بتارہے ہیں۔ (ملاحظہ ہو صدر دیوبند کی کتاب "الشہاب الثاقب" اس کے صـ ۱۱۱ پر ہے لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے اور ملاحظہ ہو ناظم شعبہ تبلیغ دیوبند کی توضیح البیان" اس کے صـ ۱۳ پر ہے۔ اور اگر وجہ تکفیر کی تشبیہ علم نبوی بعلم زید و عمرو ہے تو یہ اسپر موقوف ہے کہ لفظ ایسا تشبیہ کے لئے ہو حالانکہ یہ یہاں غلط ہے اور علاوہ غلط ہونے کے محتاج ہے حذف کلام کا بلکہ مسخ کلام کا۔ اور ملاحظہ ہو مناظرہ بریلی کی روئداد مرتبہ وہابیہ دیوبندیہ اس کے صفحہ پر آپ کے مولوی منظور کی تقریر میں ہے اگر بالفرض اس عبارت کا وہ مطلب ہے جو مولوی سردار احمد صاحب بیان کر رہے ہیں جب تو وہ ہمارے نزدیک بھی وہ موجب کفر ہے۔ فقیر نے مناظرہ میں یہ بیان کیا تھا کہ عبارت حفظ الایمان میں ایسا تشبیہ کے لئے ہے لہٰذا اسمیں توہین ہے۔ اور آپ کے مولوی منظور صاحب نے بھی اقرار کیا کہ ہاں اگر عبارت حفظ الایمان میں ایسا تشبیہ کے لئے ہو تو وہ عبارت کفری ہے۔ ذرا آنکھ کھول کر دیکھئے آپ کے صدر دیوبند نے جو آپ کی عبارت کے معنی بیان کئے آپ کے ناظم شعبہ تبلیغ دیوبند مولوی منظور دیوبندی نے اس معنی کی بنا پر آپ پر صریح صاف حکم کفر دیا اور ان دونوں دیوبندیوں نے آپ کی عبارت میں ایسا کو اتنا کے معنی میں بتایا

ملاحظہ ہو توضیح البیان) سے واضح ہو کہ ایسا کا لفظ فقط مانند اور مثل ہی کے معنی
میں مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنی اسقدر اور اتنے کے بھی آتے ہیں
جو اسجگہ متعین ہیں اور اسی کے صفحہ ۱۷ پر ہے۔ عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ
ایسا بمعنی اسقدر و اتنا ہے۔ اور ملاحظہ ہو روئداد وہابیہ اس کے صفحہ ۳۴ پر
آپ کے مولوی منظور دیوبندی کا بیان ہے۔ حفظ الایمان کی اس عبارت میں
بھی ایسا تشبیہ کے لئے نہیں ہے بلکہ وہ یہاں بدون تشبیہ کے اتنا کے معنی میں ہے
ان دونوں نے تو آپ کی عبارت میں ایسا کو اتنا کے معنی میں بنایا اور صدر
دیوبند نے ان دونوں کے قول کو غلط ٹھہرایا اور بیان کیا کہ آپ کی عبارت
میں لفظ ایسا ہی لفظ اتنا نہیں اگر آپ کی عبارت میں لفظ ایسا کی جگہ لفظ اتنا ہوتا
تو اس وقت آپ کی عبارت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان
اقدس میں توہین کا احتمال ضرور ہوتا۔ والعیاذ باللہ ملاحظہ ہو الشہاب الثاقب
اس کے صفحہ ۱۱۱ پر ہے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، عبارت میں لفظ
ایسا فرما رہے ہیں اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو اور چیزوں (بچوں پاگلوں جانوروں)
کے علم کے برابر کر دیا۔ دیکھئے آپ کی عبارت کے معنی جو ہے دونوں
دیوبندیوں نے بیان کئے صدر دیوبند نے اس معنی کی بنا پر آپ کو حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اشارۃً توہین کرنے والا ضرور ٹھہرایا اور حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی اشارۃً توہین کرنے والا آپ کے بسط البیان والے اقرار سے
قطعاً کافر اسلام سے خارج ہے۔ پھر آپ کو کفر سے بچانے کے لئے آپ
کے ناظم شعبہ تبلیغ دیوبند نے اپنی توضیح البیان کے صفحہ ۴ پر لکھا ہے کہ حفظ الایمان
میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بعطائے

الٰہی حاصل ہے۔ اور صفحہ ۹ پر لکھا ہے۔ کہ بعض علوم غیبیہ جو واقع میں سرور

عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہیں اس سے تو نہ یہاں

(عبارت حفظ الایمان میں) گفتگو ہے نہ کوئی عاقل مراد لے سکتا ہے

اسکا صاف یہ مطلب ہے کہ اگر آپ عبارت حفظ الایمان میں حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے لئے علم غیب تسلیم نہ کرتے تو کفر ہوتا۔ مگر جب آپ کو تسلیم

ہے تو اس عبارت میں کفر نہیں۔ دوسری طرف آپ کے خاص مذہبی ٹھیکیدار

مولوی عبدالشکور ایڈیٹر النجم نے آپ کو کفر سے بچانے کے لئے یہ بیان کیا ہے

جس صفت کو ہم مانتے ہیں اسکو رذیل چیز سے تشبیہ دینا یقیناً توہین ہے

اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا میں صفت علم غیب ہم نہیں مانتے

اور جو ماننے اسے منع کرتے ہیں لہذا علم غیب کی کسی شق کو رذیل چیز میں و بیان

ہرگز توہین نہیں ہو سکتی۔ اس کا صاف یہ مطلب ہے کہ آپ حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے لئے علم غیب تسلیم نہیں کرتے لہذا بچوں پاگلوں جانوروں

چارپایوں کے علم کے ساتھ تشبیہ نہ توہین ہے نہ کفر۔ ہاں اگر آپ حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم غیب مانتے، اور پھر تشبیہ دیتے تو آپ کی عبارت

میں توہین ہوتی اور کفر ہوتا دیکھئے جو مطلب ناظم شعبہ تبلیغ دیوبند نے بیان کیا

آپ کے ایڈیٹر النجم نے اس معنی کی بنا پر آپ کو کفر سے بچانے کے لئے آپ

کی عبارت کی جو تاویل صدر دیوبند نے بیان کی اسکو ناظم شعبہ تبلیغ دیوبند

اور مولوی منظور دیوبندی دونوں نے غلط بلکہ کفر بتایا۔ اور جو تاویل ان دونوں

نے آپ کی عبارت میں گڑھی اسکو صدر دیوبند نے صاف غلط بلکہ آپ

کے اقرار سے کفر ٹھہرایا اور جو تاویل ایڈیٹر النجم نے گڑھی اسکو ناظم شعبہ تبلیغ

دیوبند نے غلط بتایا۔ اور جو معنی ناظم نے بیان کئے اسکو ایڈیٹر النجم نے غلط اور یقیناً

آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں یقیناً توہین کرنے والا بتایا۔ آپ کو

توہین اور کفر بتایا۔ کیا اس خانہ جنگی کا صاف مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ کے
صدر دیوبند اور ناظم شعبۂ تبلیغ دیوبند اور مولوی منظور دیوبندی اور ایڈیٹر النجم
دیوبندی کا اتفاق و اجماع مؤلف ہے کہ آپ نے یقیناً عبارت حفظ الایمان
میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں صریح توہین اور کھلی گستاخی
کی ہے علمائے اہلسنت وجماعت قدست اسرارہم و مشائخ عرب وعجم نے
آپ کو بار بار تنبیہ کی کہ آپ کی ناپاک عبارت میں حضور اقدس علیہ الصلاۃ
والسلام کی شان میں صریح توہین اور کھلی گستاخی ہے۔ آپ کی عبارت
کوئی تاویل نہیں بنتی۔ آپ نے جواب سے عاجز آ کر سکوت کیا۔ یہی ایک سکوت
کی گلی آپ کے لئے کھلی تھی۔ مگر آپ کے خاص چیلوں دیوبندیوں نے آپ کی عبارت
میں صریح کفر بتا کر اس گلی کو بھی بند کر دیا۔ علمائے اہلسنت نے جو فرمایا آپ کے
دیوبندی چیلوں نے بھی اسکا گیت گایا علمائے اہلسنت نے یہی فرمایا تھا کہ
آپ نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان اقدس میں توہین کی ہے۔ لہذا آپ
کافر ہیں آپ کے دیوبندیوں نے بھی یہی بیان کیا کہ آپ نے عبارت حفظ الایمان
میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان اقدس میں توہین کی ہے۔ آپ اسلام سے
خارج ہیں۔ حق اسی کا نام ہے۔ سچ اسے ہی کہتے ہیں جو آپ کے مسلمان ہونے
کی جھوٹی اشاعت کرتے تھے وہی آج دنیا میں آپ کے کافر ہونے کی تبلیغ
کر رہے ہیں۔ سچ ہے کہ دروغ کو فروغ نہیں ہوتا۔ آپ اپنے چیلوں کی بات کا
پاس کریں اور اپنے کفر کا اپنے قلم سے اشتہار لکھ کے اپنی توبہ کا اعلان شائع کریں
کفر سے توبہ کرنا اور اس توبہ کا اعلان کرنا مولی عزوجل تبارک وتعالی کو نہایت پسند
اور خلق کو مقبول ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

فقیر محمد سردار احمد گورداسپوری

مولوی اشرفعلی تھانوی اور دیوبندی مولویوں کی عاجزی اور بدحواسی

یہ خطوط رجسٹری کے ذریعہ سے دیوبندی مولویوں کے نام روانہ کئے گئے مگر آجتک دیوبندی مولوی جواب سے عاجز ہیں۔ بدحواس ہیں اخبار الفقیہ امرتسر میں بعض خطوط شائع ہوئے اور پرچہ اہلسنت سنبھل ضلع مراد آباد میں تو ماہ بماہ ہر ایک خط شائع ہوا مگر دیوبندیہ وہابیہ میں سے کسی کو جواب دینے کی جرأت نہیں ہوئی۔ اور نہ قیامت تک انشاء اللہ العزیز کوئی دیوبندی وہابی اسکا جواب دے سکے ہے کوئی وہابیت کا فرزند جو اس کا جواب دے سکے۔ ہے کوئی تھانوی صاحب کا چیلا جو اس بحث میں کچھ گفتگو کر سکے۔ ہے کوئی دیوبندیوں کی لاج رکھنے والا جو تھانوی صاحب کے سر سے کفر اٹھا سکے۔ ہے کوئی تھانوی جی کو پیشوا ماننے والا جو تھانوی جی کا اسلام ثابت کر سکے اور تھانوی جی کی صفائی میں ایک حرف بول سکے۔ اے تمام دنیا کے دیوبندیو سنو اور گوش ہوش سے سن لو۔ اور آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ تمہارے دیوبندی مولویوں کی خانہ جنگی نے روز روشن کیطرح ثابت کر دیا کہ تمہارے پیشوا مولوی اشرفعلی تھانوی نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان اقدس میں صریح گستاخی کی ہے۔ اب تو توبہ کر لو۔ اب تو ایمان لے آؤ۔ ہماری نہ مانو تو اپنے دیوبندی مولویوں کی تو مانو کچھ تو غور کرو۔ ذرا تو عقل و انصاف سے کام لو۔ حجت تم پر تمام ہو چکی۔ تمہارا کوئی عذر سنا نہیں جائے گا۔ تمہارا کوئی حیلہ بہانا مسموع و مقبول نہیں ہوگا۔ اگر توبہ نہ کرو گے تو یاد رکھو کہ ایک دن وہ آنے والا ہے کہ اللہ جل جلالہ کے دربار میں اوسکے حبیب لبیب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ

صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے مجرم بناکر کھڑے کئے جاؤ گے۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

عبارت حفظ الایمان کے متعلق ایک سُنّی اور دیوبندی کا مکالمہ

زید اور عمرو دونوں صاحب ایک ساتھ سفر میں کہیں جارہے ہیں ان دونوں میں یوں گفتگو ہوتی ہے۔

زید: جناب کا مزاج کیسا ہے۔

عمرو: میں اچھا ہوں آپ تو خیریت سے ہیں۔ جناب کا مزاج کیسا ہے۔

زید: الحمد للہ یہ ناچیز بزرگان دین کی دعا سے اچھا ہے۔ ذرا یہ تو فرمایئے کہ جناب کا دولت خانہ کہاں ہے اور جناب اس شدت کی گرمی میں کہاں تشریف لے جارہے ہیں۔

عمرو: میرا غریب خانہ دیوبند ہے اور اس وقت میں اپنے پیشوا مولانا اشرفعلی صاحب تھانوی کی خدمت میں جارہا ہوں۔ کیا آپ مولانا اشرفعلی صاحب کو جانتے ہیں۔

زید: جی ہاں خوب جانتا ہوں مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی وہی تو ہیں جس نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں ایک ناپاک عبارت لکھ کر حضور سرور دو عالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی شان اقدس میں صریح توہین اور کھلی گستاخی کی ہے۔ کیا آپ اور آپ کی جماعت دیوبند کا پیشوا وہی ہو سکتا ہے جو سید الانبیاء حضور پر نور شفیع یوم النشور صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی شان

اقدس میں صریح گالی ہے۔ والعیاذ باللہ۔

دیوبندی : آپ عجیب آدمی ہیں آپ نے مجھے تردد میں ڈال دیا ذرا بتلایئے تو کس کتاب میں ہمارے مولانا تھانوی صاحب نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں گستاخی کی ہے۔

سُنی : کتاب میں ابھی دکھائے دیتا ہوں مگر آپ ذرا یہ تو بتایئے کہ اگر میں نے آپ کے پیشوا تھانوی جی کی کتاب میں وہ عبارت دکھادی تو آپ توبہ کریں گے۔

دیوبندی : حضرت پہلے وہ عبارت تو دکھایئے توبہ کا مطالبہ بعد میں کرتے رہنا۔ وہ عبارت بری ہوگی تو توبہ کروں گا۔

سُنی : دیکھئے یہ ہے آپ کے تھانوی جی کی کتاب حفظ الایمان اور یہ ہے وہ ناپاک عبارت پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا کیا جانا.....

......................حاصل ہے۔ صد ۶

دیوبندی : اس عبارت میں تو بظاہر بے ادبی معلوم ہوتی ہے مگر اس عبارت میں اگر لفظ ایسا تشبیہ کے لئے ہو تو اسمیں کیا خرابی ہے۔

سُنی : معاذ اللہ۔ اسمیں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان اقدس میں صریح توہین اور کھلی گستاخی ہے۔ دیکھئے آپ کے مولوی منظور سنبھلی دیوبندی اور سابق ناظم شعبہ تبلیغ دیوبند نے اپنے رسالوں میں تسلیم کیا ہے کہ اس ناپاک عبارت میں اگر ایسا تشبیہ کے لئے ہو تو یہ عبارت کفری ہے اور اس میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان اقدس میں توہین ہے آپ ایسا کو تشبیہ کے لئے بتاتے ہیں اور آپ کے ان دونوں دیوبندیوں نے ایسا کو تشبیہ کے لئے لینا غلط بتایا ہے فرمایئے آپ اور ان دونوں میں سے کون سچا ہے اور

کون جھوٹا۔

دیوبندی: اچھا ہم ایسا کو تشبیہ کے لئے نہیں لیتے۔ ایسا کو تو اتنا کے معنی میں لیتے ہیں۔

سُنّی: معاذ اللہ۔ ایسا کو اتنا کے معنی میں لینے کی صورت میں بھی توہین رہتی ہے۔ آپ کے دیوبند کے صدر مولوی حسین احمد صاحب نے اقرار کیا ہے کہ اگر اس عبارت میں ایسا کی بجائے اتنا ہوتا تو اس عبارت میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں توہین کا احتمال ضروری ہوتا۔ اور صدر دیوبند نے ایسا کو تشبیہ کے لئے بیان کیا ہے آپ ایسا کے معنی اتنا کے بتا رہے ہیں اور آپ کے دیوبند کے صدر ایسا کو تشبیہ کے لئے بیان کر رہے ہیں آپ دونوں میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا۔

دیوبندی: اچھا ہم ایسا کو نہ تشبیہ کے لئے لیتے ہیں اور نہ اتنا کے معنی میں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ اس عبارت میں توہین اس وقت ہوتی ہے جب مولانا تھانوی صاحب حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے علم غیب تسلیم نہ کرتے ہمارے تھانوی صاحب تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے علم غیب مانتے ہیں۔

سُنّی: آپ یہ بیان کرتے ہیں اور آپ کے پیشوا تھانوی صاحب کے مذہبی ٹھیکیدار مولوی عبد الشکور دیوبندی ایڈیٹر النجم کا یہ بیان ہے کہ مولانا اشرفعلی تھانوی صاحب تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے علم غیب تسلیم نہیں کرتے ہاں اگر مولانا تھانوی صاحب حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے علم غیب مانتے تو یقیناً اس عبارت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں توہین ہوتی۔ ذرا مہربانی کر کے فرمایئے تو کہ آپ اور ایڈیٹر النجم دیوبندی میں

سے کون سچا ہے اور کون جھوٹا۔

دیوبندی: (تمام راستے بند دیکھ کر دیوبندی صاحب پریشان ہیں خاموش ہیں۔ بدحواس ہیں۔ مولوی اسمٰعیل سنبھلی دیوبندی کیطرح روٹھ کر عجب انداز سے چپ بیٹھے ہیں (مؤلف)

سُنّی: دیکھا آپ نے میں نے آپ کے دیوبندی مولویوں مبلغوں کے اقرار سے ثابت کر دکھایا کہ بیشک حفظ الایمان کی ناپاک عبارت میں آپ کے تھانوی صاحب نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں توہین کی ہے اب آپ بلا پس وپیش و بلا چون وچرا اپنے وعدے کے موافق توبہ کریں اور اپنے پیشوا تھانوی جی کو قطعاً چھوڑ دیں۔ دیوبندی (خاموش ہیں اور نہایت پریشان)

سُنّی: کیوں جناب آپ خاموش کیوں ہیں توبہ کیجئے اور جلد توبہ کیجئے اپنے وعدے کو پورا کیجئے۔

دیوبندی: آپ نے نہایت اخلاص سے میرے ساتھ گفتگو کا میرے دل پر اثر پڑا ہے واقعی مولوی اشرفعلی تھانوی نے اس ناپاک عبارت میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان اقدس میں صریح گستاخی کی ہے۔ میں اس عبارت سے توبہ کرتا ہوں کہ اور اس ناپاک عبارت کے لکھنے والے تھانوی جی کو بھی چھوڑتا ہوں۔ اب میں واپس جاتا ہوں اور دوسرے دیوبندیونکو بھی اس گفتگو سے مطلع کرونگا کیا بتاؤں دیوبند کے مولویوں نے ایسی باتوں پر پردہ ڈال رکھا ہے مجھے قوی امید ہے کہ اگر مولوی تھانوی صاحب کے مریدوں دیوبندیوں کو یہ گفتگو سنادی جائیگی تو وہ توبہ کر جائیں اب اس گفتگو کی تبلیغ کرونگا آپ دعا کیجئے کہ اللہ عزوجل مجھے راہ ہدایت پر قائم رکھے۔

سُنّی: میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل اپنے حبیب علیہ الصلاۃ والسلام کے طفیل سے آپکو ہدایت پر قائم رکھے آمین۔ دیکھنا حق بات کی تبلیغ کرتے رہنا اور دیوبندی مولویوں سے پرانے تعلقات منقطع کر دینا اور سچ بات کہنے میں کبھی نہ شرمانا۔ والسلام

فہرست رسالہ موت کا پیغام

ختم شد